اہم گزارش :

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ
میری جنبشِ قلم میں لغزش کا امکان ہے
لہذا کسی طرح کی بھی لغزش پر تنقید برائے
تنقیص سے صرفِ نظر کرتے ہوئے
بغرضِ صحیح اسکی نشاندہی فرمائیں۔
تاکہ اسے دور کیا جاسکے۔

العارض :
"ابو المتبسم ایاز احمد"

0312-8065131

کالج :
قطبی شریف

22-01-2018

س: صاحب قطبی کا تعارف بیان کریں؟

جواب: نام:-

محمد:-

کنیت:-

عبد اللہ:-

لقب:-

قطب الدین تحتانی:-

ابو کا نام:-

محمد:-

تاریخ پیدائش:-

292ھ:- اور 692ھ

تحتانی کی وجہ تسمیہ:-

صاحب مفتاح السعادۃ نے

لکھا ہے کہ قطب الدین رازی اور قطب الدین
شیرازی یہ دونوں ہم نام وہم عصر عالم ایک ہی زمانہ
میں شیراز کے ایک مدرسہ میں استاذ مقرر ہوئے
بالائی منزل میں شیرازی پڑھاتے تھے۔ اسلئے ان
کو قطب الدین فوقانی کہتے ہیں۔

اور نچلی منزل
میں قطب الدین رازی درس دیتے تھے۔ اس
لئے ان کو قطب الدین تحتانی کہتے ہیں۔

تحصیل علم:-

طبقات الشافعیہ میں ہے کہ آپ

اپنے شہر میں رہ کر علوم عقلیہ کی تحصیل کی اور علوم شرعیہ میں بھی شریک رہے۔ اس کے بعد آپ دمشق چلے گئے۔ اور تا دم حیات یہیں زندگی بسر کی۔

آپ درس و تدریس میں مہارت رکھتے تھے۔ سعد الدین تفتازانی جیسی شخصیت نے آپ سے استفادہ کیا ہے۔

تصانیف:-

1۔ الوامع الاسرار 2۔ محاکمات

3۔ رسالہ قطبیہ 4۔ حواشی کشاف:-

وفات:-

6 ذیقعدہ 766ھ:-

کل آپ کے زندگی کے ایام 74 سال تھے:-

س 2 رسالہ شمسیہ کا تعارف بیان کریں؟

جواب نام:-

علی:-

کنیت:-

ابوالحسن:-

لقب:-

نجم الدین:-

نوٹ:- بقایا اگلے صفحہ پر درج ہے۔

ابو کا نام :-

محمد :-

تصانیف :-

1- عین الواحد 2- حکمۃ العین

3- شمسیہ 4- بحر الفوائد 5- جامع الدقائق :-

وفات :-

3 رجب المرجب 675ھ

میں آپ نے وفات پائی :- بقول صاحب محمدی :-

وفات کی تاریخ میں اختلاف ہے :-

س 3 قطبی کتنی چیزوں پر مشتمل ہے ؟

جواب قطبی ایک مقدمے و 3 مقالات و ایک خاتمے پر مشتمل ہے :-

رسالہ شمسیہ

مقدمہ: منطق کی تعریف، منطق کی حاجت، منطق کا موضوع

مقالات

خاتمہ: قیاس کا مواد، اجزاء علوم

پہلا مقالہ: مفردات

دوسرا مقالہ: قضایا و احکامھا

تیسرا مقالہ: قیاس
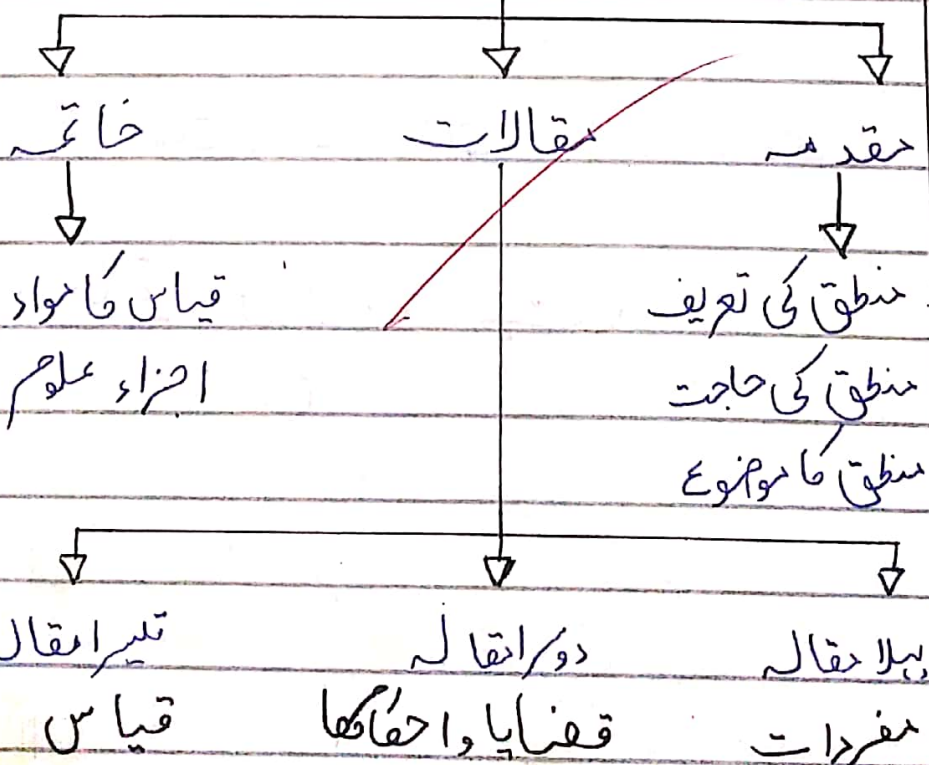
س 4	مقدمے میں کتنی چیزوں کا بیان ہے؟
جواب	مقدمے میں "3" چیزوں کا بیان ہے؟
	1:۔ منطق کی ماھیت:۔
	2:۔ منطق کی حاجت:۔
	3:۔ منطق کا موضوع:۔
س 5	مقالات میں کن چیزوں کا بیان ہے؟
جواب	مقالہ اولیٰ:۔
	پہلے مقالے میں "مفردات" کا بیان ہے:۔
	مقالہ ثانی:۔
	دوسرا مقالہ "قضایا اور قضایا کے احکام" پر مشتمل ہے:۔
	مقالہ ثالث:۔
	تیسرے مقالے میں "قیاس" کا بیان ہے:۔
س 6	خاتمے میں کیا بیان ہے؟
جواب	خاتمے میں "قیاس کا مواد اور اجزاء علوم" کا بیان ہے:۔

03/02/2018

04.01.2017

س 7 وہ چیزیں جنکا منطق میں جاننا ضروری ہے اُسکی وجہ حصر بیان کریں؟

وہ امور جنکا منطق میں جاننا ضروری ہے

- ان امور کا شروع فی العلم پر موقوف ہوگا (جاننا)
  - مقدمہ
- ان امور کا شروع فی العلم پر موقوف نہ ہوگا (جاننا)
  - مفردات سے بحث ہوگی
    - مقالہ اولیٰ
  - مرکبات سے بحث ہوگی
    - مرکبات غیر مقصود بالذات ہوگا
      - مقالہ ثانی
    - مرکبات مقصود بالذات ہوگا
      - مقصود بالذات من حیث الصورۃ ہوگا
        - مقالہ ثالث
      - مقصود بالذات من حیث المادہ ہوگا
        - خاتمہ
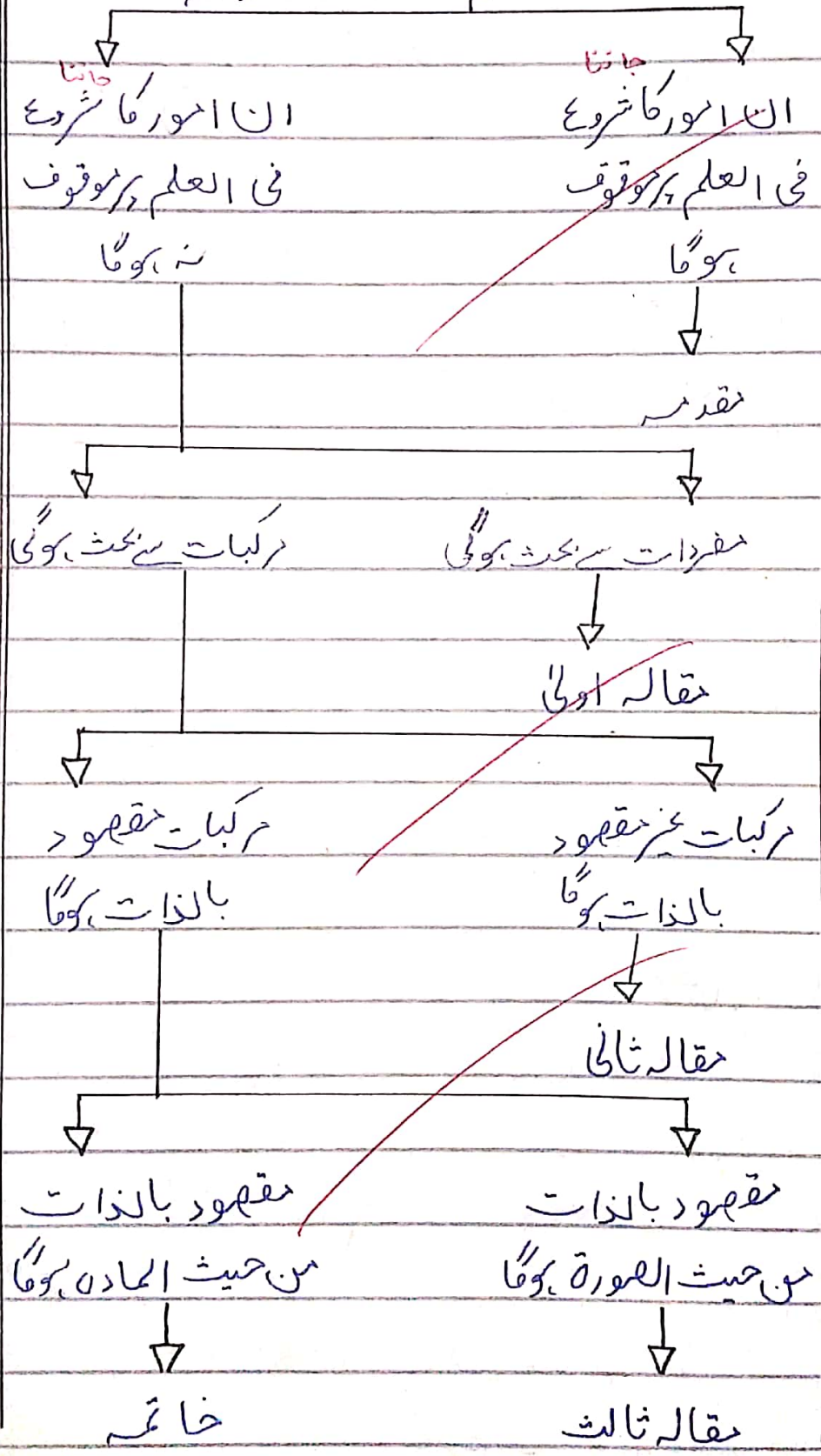
05-02-2017

"وفیہ نظر"

سوال: شارح کو شروع فی العلم سے پہلے "تصورِ علم" ہونا لازمی ہے۔ تو آپکی "تصور" سے کونسا تصور مراد ہے:

تصور

تصور بوجہ ما مراد ہے — یا — تصور برسمہ مراد ہے

1:-

اگر آپ کی مراد تصور بوجہ ما مراد ہے تو عبارت کا مطلب یہ ہے۔

اگر شارح کو شروع فی العلم سے علم تصور بوجہ ما حاصل نہ ہو تو "مجہول مطلق" لازم آئے گا۔

اسی بات کو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ "مجہول مطلق" لازم آئے گا۔ لہٰذا تقریب تام نہیں ہے۔

یعنی:- دلیل آپ کے دعویٰ کے مطابق نہیں ہے۔

دعویٰ:- تصور برسمہ:

دلیل:- تصور بوجہ ما:-

نتیجہ:-

دعویٰ خاص کا اور دلیل عام کی دی ہے۔

جواب: لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ تصور برسمہ کو بیان کیا جائے

۲ :-

اگر آپ کی مراد "تصور برسمہ" مراد ہے۔

تو عبارت کا مطلب یہ ہوگا:-

اگر شارع فی العلم

کو شروع فی العلم سے پہلے اس علم کا تصور

"برسمہ" حاصل نہ ہو تو شارع کا مجہول

مطلق کا طلب ہونا لازم آئے گا۔

اس بات کو

ہم تسلیم نہیں کرتے۔ کہ

اگر شارع فی العلم کو شروع

فی العلم سے پہلے اس علم کا تصور برسمہ حاصل

نہ ہو تو شارع کا مجہول مطلق ہونا لازم آتا ہے یہ

بات غلط ہے کیونکہ

کسی کو اگر "تصور برسمہ"

نہیں ہے تو اُسکو "اپنے مقصود" کی علامات

کا علم ہوگا۔

جسکی وجہ سے وہ اپنے مقصود

تک پہنچ جائے گا۔

دوسری بات اگر تصور برسمہ

حاصل نہیں ہے تو اُسکو

"تصور بوجہ ما" کا علم

تو
حاصل ہو گا۔

خاص نہ ہونے کی وجہ سے عام کی نفی نہیں ہوتی۔

"فالأولى ان يقول"

جواب

تصور سے مراد "تصور بوجہ" ہے۔

اور باقی

رہی یہ بات کہ "مجہول" کا طلب لازم آتا ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ

شروع فی العلم

شروع فی العلم "مطلق" | شروع فی العلم علی وجہ البصیرۃ
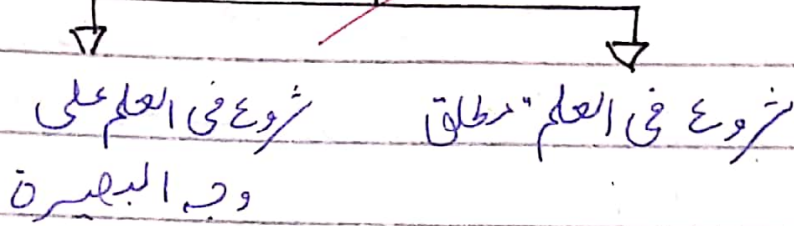
نتیجہ:-

شروع فی العلم سے مراد "مطلق شروع فی العلم" نہیں ہے۔

بلکہ شروع فی العلم علی وجہ البصیرۃ" مراد ہے۔

05/02/2018

سوال 9

حاجت منطق اور موضوع کا جاننا کیوں ضروری ہے؟

جواب

حاجت منطق کی ضروری:-

اگر کسی کو کسی فن کی حاجت نہ ہو تو عبث لازم آئے گا۔

اسلئے کہ اسکی کوئی غرض نہیں ہے۔

06-02-2018

موضوع کی حاجت:-

موضوع اس وجہ سے ضروری ہے کہ اس علم کا موضوع اس بندے کو دیگر علوم کے موضوعات سے ممتاز کردے گا۔

اگر موضوع کا پتہ نہیں ہوگا تو مجہول لازم آئے گا۔ اور اس صورت میں مقصود حاصل نہ ہوگا۔

اس وجہ سے موضوع کا پتہ ہونا ضروری ہے:-

سوال: منطق کی حاجت کیا ہے اور منطق کس پر موقوف ہے؟

جواب: منطق کی حاجت علم ہے۔ اور علم یہ تصور اور تصدیق کی طرف منقسم ہے۔ اور منطق اسی علم کی اقسام پر موقوف ہے۔ اور اسی وجہ سے منطق کی ابتداء علم کی بحث سے کی:-

07/02/2018

سوال ۱: "والمراد بالمقدمۃ" یہاں سے آپ مقدمہ کونسا مراد لیتے ہیں؟

جواب:

مقدمہ

- ایک مقدمہ وہ ہے جس پر علم کا شروع کرنا موقوف ہو۔ → مقدمۃ العلم
- دوسرا وہ ہے جسکو مقاصد سے پہلے اس لئے بیان کیا جائے تاکہ مقاصد کا اس سے ربط پیدا ہو۔ → مقدمۃ الکتاب
- مقدمہ قیاس کے اجزاء کو بھی کہا جاتا ہے۔

ہماری مراد:-

مقدمہ کا اطلاق اگرچہ چند معنوں پر ہوتا ہے لیکن یہاں سے مراد وہ ہے۔ جس پر علم کا شروع کرنا موقوف ہو۔

سوال ۲: "وجہ توقف الشروع ..... الخ" عبارت کی وضاحت کریں؟

جواب: یہاں سے تصور علم پر شروع فی العلم کے موقوف ہونے کی وجہ کو بیان کرتا ہے۔ کہ علم کو شروع کرنا اس کے تصور پر اس لیے موقوف ہے۔ کہ علم کے شروع کرنے والے کو اگر اس علم کا تصور پہلے

سے معلوم نہ ہو تو مجہول کا طلب کرنے والا ہو گا۔ اور طلب مجہول ابی نا معلوم چیز کا کرنا ممنوع ہے
کیونکہ مجہول مطلق کی جانب نفس کی توجہ محال ہوتی ہے:۔

"فانہ اذا تصور العلم برسمہ"

وجہ البصیرۃ مراد لینے پر دلیل:۔

کیونکہ جب وہ علم کا تصور برسمہ کرے گا تو اس کے تمام مسائل پر اجمالاً واقف ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ اس علم کا ہر مسئلہ جو اسکے سامنے وارد ہو گا وہ جان لے گا کہ یہ اسی علم سے ہے۔

مثال:۔

اس شخص کی طرح ہے۔ جو ایک راستے پر چلنا چاہتا ہے جو اس نے دیکھا نہ ہو لیکن وہ اس راستے کی علامات سے واقف ہو تو وہ اس راستے پر علی وجہ البصیرۃ چلے گا۔ اور وہ منزل مقصود تک پہنچ جائے گا۔

موضوع کی حاجت کی وضاحت:۔

جیسے:۔ علم فقہ،
اصول فقہ سے اپنے موضوع سے ممتاز ہوتا ہے
کیونکہ علم فقہ میں افعال مکلفین سے بحث

ہوتی ہے۔ اسطرح کہ وہ حلال ہے، حرام ہے، فاسد ہے، یا صحیح ہے:۔
اور اصول فقہ میں
دلائل شرعیہ نقلیہ سے بحث ہوتی ہے اسطرح کہ ان سے شرعی احکام مستنبط ہوتے ہیں۔
پس جب ان کا موضوع الگ الگ ہے تو دونوں علموں میں امتیاز ہو گیا۔ پس اگر ان علموں کو شروع کرنے والا کو ان کا موضوع معلوم نہ ہو تو اس کے سامنے علم مطلوب ممتاز نہ ہوگا۔ اور نہ اسکو طلب کرنے میں بصیرت ہوگی:۔

"لما کان بیان الحاجۃ"

سوال ۲: موضوع کی علیحدہ بحث کی۔ لیکن تعریف اور حاجت کو ایک ساتھ ذکر کیا۔ ان کو علیحدہ علیحدہ بحث میں کیوں شمار نہیں کیا؟

جواب: حاجت الی المنطق سے تعریف منطق حاصل ہوتی ہے۔ اس بناء پر ان دونوں کو ایک بحث میں ذکر کیا۔
موضوع کو علیحدہ ذکر کیا:۔

"صدر البحث"

سوال 14: بحث حاجت الی المنطق سے متعلق ہے تو علم کی قسموں کو کیوں بیان کیا؟

جواب: اگرچہ حاجت الی المنطق ہی کو بیان کرنا ہے۔ لیکن جب تک علم کی تقسیم تصور و تصدیق نہ کی جائے۔ حاجت الی المنطق حاصل نہ ہو گی۔

علم کی تقسیم پر حاجت الی المنطق کا بیان موقوف ہے۔ اس بناء پر علم کی تقسیم کو بیان کیا:۔

سوال 15: علم کی اقسام بیان کریں؛ مع تعریفات لکھئے؟

جواب: علم کی "2" اقسام ہیں:۔

تصور فقط ← اسکو تصور ساذج بھی کہا جاتا ہے۔

تصدیق ← اسکو تصور معہ الحکم بھی کہا جاتا ہے۔

تصور فقط کی تعریف:۔

وہ تصور ہے۔ جس کے ساتھ حکم نہ ہو۔

تصدیق کی تعریف:۔

جسکے ساتھ حکم ہو۔

سوال 16 تصور کرنے سے کیا مراد ہے؟ مع الامثلہ لکھیے؟

جواب تصور کرنے سے مراد یہ ہے کہ

تصور عقل میں کسی

شئی کی صورت کا حاصل ہونا ہے۔

جیسے:- ہمارا انسان کے تصور کرنے سے معنی

نہیں ہوتے مگر اس کی ایک صورت عقل

میں منقش ہو جائے۔

جسکے ذریعے سے انسان

عقل کے نزدیک اپنے غیر سے یعنی اپنے

غیر کی جنس سے ممتاز ہو جائے۔

جیسے:- آئینہ میں کسی شئی کی صورت

ثابت ہوتی ہے۔

آئینہ و عقل میں فرق:-

۱- آئینہ میں محسوسات و مبصر

چیزوں کی شکل ظاہر ہوتی ہے۔

۲- آئینہ خود دیکھا جا سکتا ہے۔

چھوا جا سکتا ہے۔

۱- عقل میں محسوسات اور

معقولات سب چیزوں کی شکل ظاہر ہوتی

ہے۔

۲- عقل کو نہ دیکھا جا سکتا ہے۔ اور نہ

ہی اسکو چھوا جا سکتا ہے۔

سوال 17: "ھو" کا مرجع کون ہے۔ وضاحت لکھیے؟

جواب: "ھو" کا مرجع "2" احتمالات ہیں۔

پہلا احتمال:-

مطلق تصور کا مرجع ہو سکتا ہے۔

دوسرا احتمال:-

مرجع "تصور فقط" بھی ہو سکتا ہے۔

↓

اب "ھو" کا مرجع "تصور فقط" نہیں ہو سکتا ہے۔

دلیل:-

اگر مرجع "تصور فقط" ہو تو۔ حصول صورۃ الشئ فی العقل یہ تعریف تصور فقط کی ہوگی۔

حالانکہ یہ تعریف "تصور معۃ الحکم" پر بھی صادق آتی ہے۔

اب یہ تعریف دخول غیر سے مانع نہ ہوگی۔ جو تعریف دخول غیر سے مانع نہ ہو۔ وہ تعریف درست نہیں ہوتی۔

تو اس خرابی سے بچتے ہوئے ہم نے کہا "ضمیر کا مرجع "تصور مطلق" کی ہے۔

تو اب یہ تعریف جامع و مانع ہوگی۔

اس مرجع پر کوئی اعتراض و خرابی نہ ہوگی۔

سوال 18 ماتن نے تصور مطلق کی اور تصور فقط کی تعریف نہیں کی حالانکہ مقام کا تقاضہ تو یہ تھا کہ تعریف تصور فقط کی ہونی چاہیے؟
ماتن نے مقام کے تقاضے کی مخالفت کیوں کی؟

جواب ماتن نے مطلق تصور کی تعریف کرکے اس بات پر تنبیہ کی ہے۔ کہ "لفظ تصور" کا اطلاق "2" چیزوں پر ہوتا ہے۔

تصور
- مطلق تصور → جو علم کے مرادف اور تصدیق سے اعم ہے۔
- تصور ساذج → یہ تصدیق کے مقابلے میں ہے۔

نتیجہ:-
اس بناء پر ماتن نے مطلق تصور کی تعریف کی۔
تصور فقط کی تعریف بیان نہیں کیا:-

سوال 19 "ھو" سے مراد اگر "مطلق تصور" ہے۔ تو یہ مرجع درست نہیں؟
کیونکہ "تصور مطلق" کا ذکر نہیں

ہے۔ اس بناء پر مرجع درست نہیں ہے؟

جواب: تصور فقط میں "مطلق" موجود ہے۔

اسلئے کہ

تصور فقط مقید ہے۔ جس میں مطلق مذکور ہوتا ہے:۔

سوال 20: حکم کی تعریف تحریر کریں؟

جواب: ایک امر کی دوسرے امر کی طرف ایجابی یا سلبی نسبت کرنا۔

اسکو حکم کہتے ہیں:۔

سوال 21: ایجاب وسلب سے کیا مراد ہے؟

ایجاب سے مراد:۔

نسبت واقع کرنا:۔

سلب سے مراد:۔

نسبت ختم کرنا:۔

جیسے:۔ الانسان کاتب:۔

کاتب کی اسناد انسان کی طرف کرتے ہیں۔

اور کتابت کا ثبوت انسان پر واقع کیا۔

یہی ایجاب ہے۔

اگر ہم کتابت کے ثبوت کو انسان سے اٹھا دیں

تو "یہی سلب" ہے۔

سوال 22: کسی چیز کی طرف جب نسبت کی جاتی ہے تو کتنی باتوں کا ہونا ضروری ہے؟

جواب: چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔

1:- تصور محکوم علیہ:-

2:- تصور محکوم بہ:-

3:- تصور نسبت حکمیہ:-

4:- حکم کا ادراک:-

مثال:- الانسان کاتب:-

۱- انسان کا ادراک اسکو تصور محکوم علیہ کہتے ہیں۔

۲- کاتب کے مفہوم کا ادراک اسے محکوم بہ کہتے ہیں۔

۳- کتابت کا ثبوت وعدم ثبوت اسے تصور نسبت حکمیہ کہتے ہیں:-

۴- نسبت کے وقوع یا عدم وقوع کا ادراک نسبت واقع ہے یا نہیں اسے حکم کہتے ہیں:-

سوال 23: ربما یحصل إدراك النسبة الحکمیة ....الخ عبارت کی وضاحت کریں؟

جواب- اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ نسبت حکمیہ حکم کے بغیر پائی جاتی ہے۔

جیسے:- ایک شخص کو نسبت میں شک یا وہم ہے۔ تو نسبت میں شک یا وہم ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں نسبت حکمیہ تو ہے۔ لیکن حکم نہیں ہے

Scanned by CamScanner

سوال "لکن التصدیق لا یحصل ..... الحکم
اس عبارت کی وضاحت کریں؟

جواب یہاں سے ایک وھم کو دور کیا جا رہا ہے۔

وھم:-
تصدیق کبھی حکم کے بغیر پائی جا سکتی ہے۔
جسطرح نسبت حکمیہ کا ادراک حکم کے بغیر پایا جاتا ہے:-

جواب:-
نسبت کا ادراک حکم کے بغیر تو پایا جا سکتا ہے۔ لیکن تصدیق حکم کے بغیر نہیں پائی جا سکتی:-

سوال 29 حکم کے بارے میں کن کا اختلاف ہے تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب حکم کے بارے میں "متقدمین" اور "متأخرین" کا اختلاف ہے۔ اختلاف درج ذیل ہے:-

ادراک
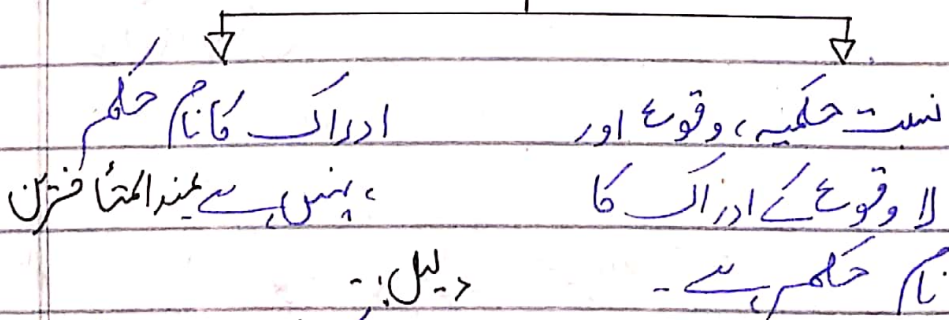
نسبت حکمیہ، وقوع اور لا وقوع کے ادراک کا نام حکم ہے۔	ادراک کا نام حکم نہیں ہے، عند المتأخرین
عند المتقدمین	دلیل:- حکم نفس کے افعال میں سے ایک فعل ہے۔

کیونکہ ان کے نزدیک حکم ادراک کا نام ہے۔

پس حکم ادراک نہیں ہو سکتا کیونکہ ادراک انفعال ہے۔ اور فعل انفعال نہیں ہو سکتا ہے۔

لو قلنا:-

متقدمین کے نزدیک تصدیق تصورات اربعہ کا مجموعہ ہے۔

اور متأخرین کے نزدیک تصدیق تصورات ثلاثہ اور حکم کا نام ہے۔

سوال 2: تصدیق کی تعریف میں کن حضرات کا اختلاف ہے وہ تحریر کریں؟ فرق بیان کریں:-

جواب: تصدیق کی تعریف میں "حکماء" اور "امام رازی" کا اختلاف ہے۔

عند الحکماء:-

تصدیق صرف حکم کا نام ہے۔

باقی اجزاء تصدیق کیلئے شرط ہیں:-

عند امام رازی:-

تصدیق تصورات اربعہ کے مجموعے کا نام ہے:-

"دونوں مذہبوں کے درمیان فرق"

پہلا فرق:-

حکماء کے نزدیک "تصدیق" "بسیط"

ہے۔ امام رازی کے نزدیک تصدیق مرکب ہے۔

دوسرا فرق:۔

حکماء کے نزدیک تصورِ طرفین شرط ہے جو کہ تعریف سے خارج ہے

امام رازی کے نزدیک

تصورات ثلاثہ تصدیق کے جزء ہیں۔ اور یہ تصدیق کی حقیقت ہے۔

تیسرا فرق:۔

حکماء کے نزدیک حکم عین تصدیق ہے۔

اور امام رازی کے نزدیک حکم تصدیق کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

سوال 26 مصنف نے علم کی مشہور تقسیم سے عدول کیوں کیا؟

جواب۔ مصنف نے جواب دیا کہ علم کی مشہور تقسیم پر اعتراضات تھے۔ ان اعتراضات سے بچتے ہوئے وہ تقسیم بنا دی۔ جو اعتراضات سے خالی تھی:۔

پہلا اعتراض:۔

علم کی مشہور تقسیم فاسد ہے۔ کیونکہ اگر علم کی مشہور تقسیم مراد لیے تو 2 امروں میں سے ایک امر لازم آئے گا۔

پہلا امر:۔ قسم الشئ کا قسیم الشئ ہونا لازم آئے گا

دوسرا امر:۔ قسیم الشئ کا قسم الشئ ہونا لازم آئے گا

قسم الشئ کا قسیم الشئ ہونا :-

ایک چیز حقیقت میں کسی شئ کی قسم ہو۔ اور جسکی قسم ہو اور وہ اسکے مقابلے میں بھی ہو۔

قسیم الشئ کا قسم الشئ ہونے سے مراد :-

ایک چیز حقیقت میں کسی شئ کا مقابل ہو۔ لیکن اُسی شئ کو اُسی شئ کا قسم بنایا جائے :-

حصا با طلان :-

یہ دونوں امر باطل ہے۔

تصدیق کی تعریف پر اختلاف رائے کی بناء پر :-

تصدیق
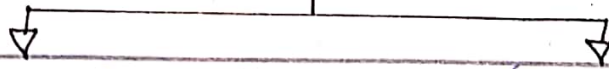
حکماء کے نزدیک تصدیق صرف حکم کا نام ہے۔	امام رازی کے نزدیک تصدیق، تصور مع الحکم کا نام ہے۔
اگر تصدیق سے یہ مراد ہے تو	اگر تصدیق کے یہ مراد لیے تو
"قسیم الشئ کا قسم الشئ ہونا" لازم آئے گا۔	"قسم الشئ کا قسیم الشئ ہونا" لازم آئے گا۔
کس طرح؟	کس طرح؟

اسطرح کہ	اسطرح کہ
حکم یہ تصور کی قسم ہے حالانکہ تقسیم مشہور میں تصور کو اس علم کی قسم بنایا گیا۔ جوکہ نفس تصور ہے۔	تصور مع الحکم یہ حقیقت میں تصور کی قسم میں سے ہے حالانکہ تقسیم مشہور میں تصدیق کو تصور کی قسم بنایا گیا ہے۔
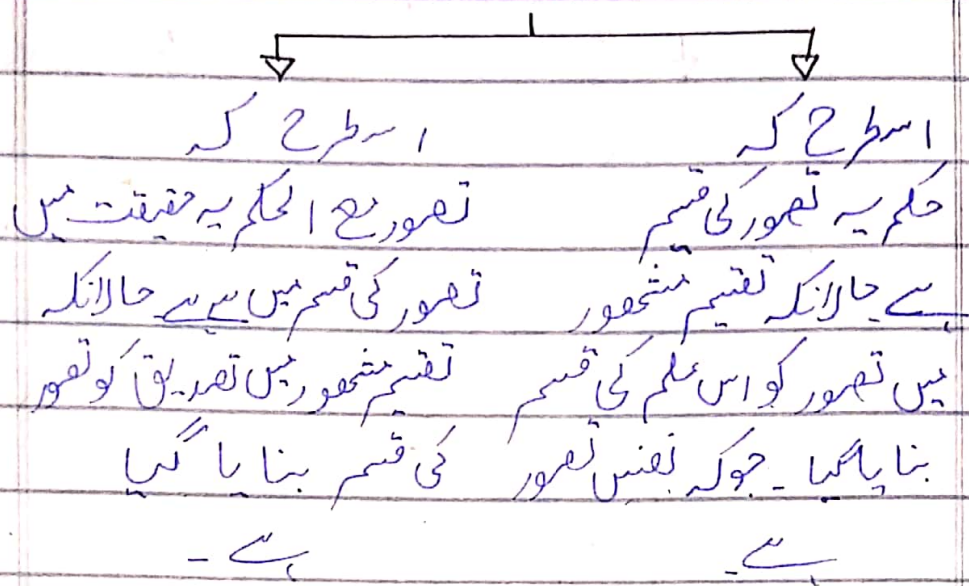
جواب :۔

یہ اعتراض اُس وقت ہوگا جب علم کو مطلق تصور اور تصدیق کی طرف تقسیم کیا جائے۔

جیساکہ :۔ علم کی تقسیم مشہور ہے۔

اگر علم کو "تصور فقط"

اور "تصور مع الحکم" کی طرف تقسیم کیا جائے :۔

تو اعتراض نہیں ہوگا۔

جیساکہ :۔ ماتن نے تقسیم کی ہے :۔

دوسرا اعتراض :۔

تصور

تصور حضور ذہنی مطلقاً	مقید بعدم الحکم
اگر تصور سے حضور کی ذہنی مطلق ہے تو اس صورت میں "انقسام الشئ الی نفسہ والی غیرہ"	اگر تصور سے مقید بعدم الحکم مراد ہے۔ تو تصدیق میں اسکا اعتبار محال ہوگا۔

لازم آئے گا۔ جوکہ باطل ہے۔ اسلئے کہ مطلق حضور ذہنی "نفس علم کو کہتے ہیں۔ اور نفس علم کی "تصور و تصدیق" قسمیں ہیں۔ تو ایک ذات کا اپنی طرف اور غیر کی طرف منقسم ہونا لازم آئے گا۔
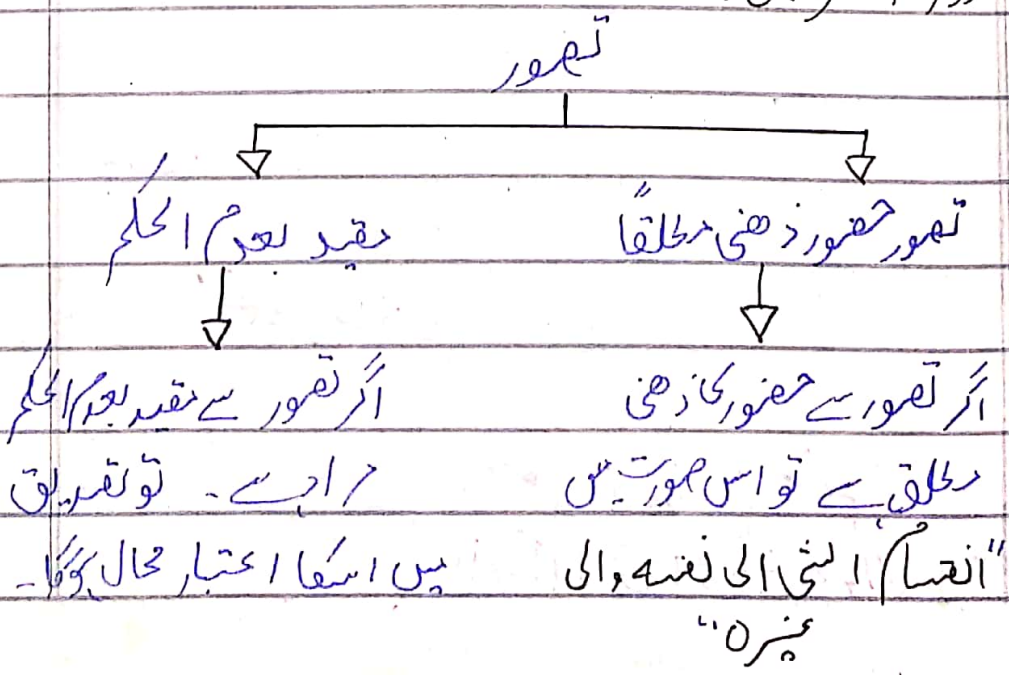
کیونکہ تصدیق میں حکم کا اعتبار ہے۔ اگر اس میں عدم حکم کا اعتبار بھی کریں۔ تو تصدیق میں حکم اور عدم حکم دونوں کا اعتبار کرنا ضروری ہوگا جوکہ محال ہے اسلئے کہ حکم و عدم حکم دونوں نقیضین ہیں۔ اور نقیضوں کا جمع کرنا ایک جگہ محال ہے۔

جواب:-

تصور "2" معنی میں مشترک ہے۔

تصور ساذج
جس میں عدم حکم ضروری ہے۔

تصور مطلق "علم"
جس میں حکم ضروری ہے۔

نتیجہ:-

قسم میں جو تصور ہے اس تصور سے مراد "تصور ساذج" ہے۔

اور مقسم میں جو تصور ہے اس تصور سے مراد "حضور ذہنی (علم)" ہے۔ تو اس صورت میں "انقسام الشی الی نفسہ والی غیرہ" لازم نہیں آئے گا۔

مذکور جواب کا خلاصہ:۔

تصور کی 3 بیں

حیثیتیں ہیں۔ جو کہ درج ہیں:۔
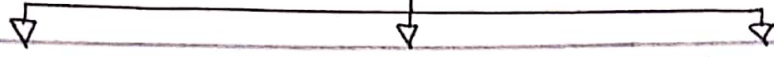
تصور

بشرط شئ	بشرط لا شئ	لا بشرط شئ
اس سے مراد وہ تصور جسمیں حکم کی قید ہو۔	اس سے مراد وہ تصور جسمیں عدم الحکم کا اعتبار ہو۔	اس سے مراد وہ تصور جسمیں حکم اور عدم الحکم کی قید نہ ہو۔

نتیجہ:۔

۱۔ جب بشرط لا شئ کی حیثیت ہو تو اس سے مراد "تصور فقط" ہو گا۔

۲۔ اگر تصور سے مراد "بشرط شئ" لیا جائے تو اُسوقت "مراد" تصدیق " ہو گا۔

۳۔ اگر تصور سے مراد "لا بشرط شئ" لیا جائے تو اُسوقت "مطلق تصور" مراد ہو گا۔

سوال 2: تصور اور تصدیق کی اقسام اور تعریفات لکھئے مع امثال بیان کریں:۔

جواب: تصور کی "2" قسمیں ہیں۔ اور تصدیق کی "2" قسمیں ہیں۔

ان کی تفصیل اگلے صفحہ پر درج ہے

علم

تصور — تصدیق

تصور: بدیہی، نظری

تصدیق: بدیہی، نظری
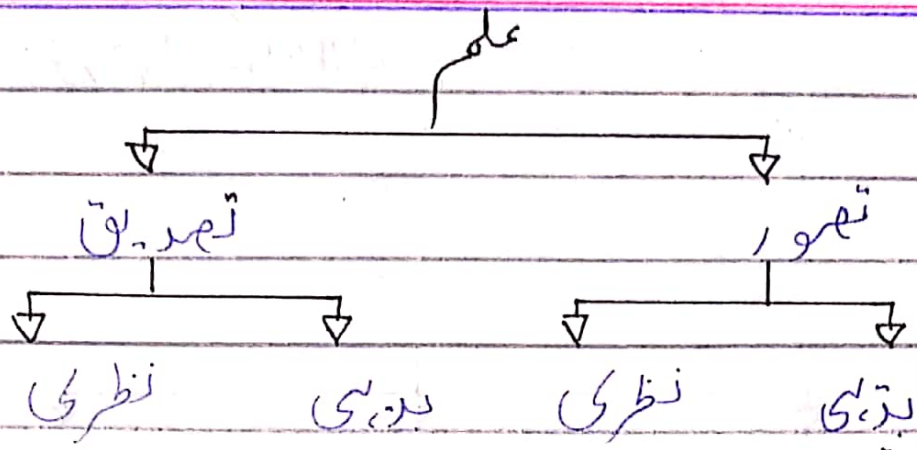
تعریف البدیہی:-
جسکا حصول نظر و فکر پر موقوف
نہ ہو:-

تصور بدیہی کی مثال:- گرمی و سردی کا تصور:-

تصدیق بدیہی کی مثال:- نفی اور اثبات
جمع نہیں ہو سکتے:-

تعریف النظری:-
جسکا حصول نظر و فکر پر موقوف ہو۔

تصور نظری کی مثال:- عقل اور نفس کا تصور:-

تصدیق نظری کی مثال:- عالم حادث ہے۔

سوال 28 " قال و لیس الکل من کل منهما بدیهیا .... الخ"
عبارت کی وضاحت ذکر کریں؟

جواب مذکورہ عبارت کا مطلب یہ ہے کہ
مصنف نے یہاں سے "2" دعوی اور
"2" دلیلیں بیان کیں ہیں:-

پہلا دعوی اور دلیل:-
تمام تصورات و تصدیقات

بدیہی نہیں ہیں :-

دلیل :-

اگر تمام تصورات اور تصدیقات بدیہی ہوتے۔ تو کوئی بھی چیز ہم سے مجہول نہ ہوتی
یعنی :- ہم کسی بھی چیز سے ناواقف نہ ہوتے۔
حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ ایسی بہت سی چیزیں ہیں۔ جن سے ہم ناواقف ہیں۔ تو
لہذا تمام تصورات اور تصدیقات بدیہی نہ ہوئے۔

اس دلیل پر اعتراض :-

فیہ نظر .... لاستلزم المجہول

آپ کے قول سے کہ اگر تمام تصورات اور تصدیقات بدیہی ہوتے تو کوئی ہم سے مجہول نہ ہوتا تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ "بداہت، حصول کو مستلزم ہے"
یعنی :- جو چیز بدیہی ہوگی وہ ہمیں حاصل ضرور ہوگی
یہ بات غلط ہے۔ اسلئے کہ بعض اوقات ایک چیز نظر و فکر پر موقوف نہ ہونے کی بناء پر بدیہی ہوتی ہے۔ لیکن نظر و فکر کے علاوہ کسی اور چیز (مثلاً، توجہ، عقل، احساس، تجربہ وغیرہ) پر موقوف ہونے کی بناء پر ہمیں حاصل نہ ہوسکی۔
اسلئے جب تک موقوف علیہ حاصل نہ ہوگا تب تک موقوف کیسے حاصل ہوگا۔

لہذا معلوم ہوا

"بداہت، حصول کو مستلزم نہیں ہے۔"

جواب :-

الصواب ..... الی الفکر و النظر

یہاں سے معترض کہتے ہیں کہ آپ دلیل کو
اس انداز سے بیان کرو :

اگر تمام تصورات اور
تصدیقات بدیہی ہوتے۔ تو ہم کسی چیز
کے حصول کیلئے نظر و کسب کے محتاج نہ ہوتے۔
اور یہ باطل ہے۔

اسلئے کہ ہم بعض تصورات
اور تصدیقات میں نظر و فکر کے محتاج ہوتے
ہیں :-

دوسرا دعوی اور دلیل :-

تمام تصورات اور تصدیقات
نظری نہیں ہیں :-

دلیل :-

اگر نظری ہوتے تو "دور" یا "تسلسل"
لازم آتا جو کہ محال ہے۔

"دور" و "تسلسل" کیسے لازم آتا ہے؟

اما الملازمۃ ... فیلزم الدور

اگر تمام تصورات اور تصدیقات نظری ہوں تو
جب بھی ہم کسی ... تصور یا تصدیق کو
حاصل کرنے کا ارادہ کرے۔

تو ضروری ہے اسکا

حصول کسی دوسرے علم سے ہو۔ اگر یہ علم بھی نظری ہو تو
اسکا حصول کسی دوسرے علم پر اسی طرح کرتے
کرتے "سلسلہ الکتساب بغیر نہایت" تک پہنچ
جائیگے۔

اسکی 2 صورتیں ہیں۔

۱۔ یا لوٹ گئے اُس علم پر دوبارہ۔
۲۔ یا غیر نہایہ تک جائیگے۔

اگر عود کریگے "دور" لازم آتا ہے۔
اگر غیر نہایہ تک جاتے ہیں "تسلسل" لازم آتا ہے۔

نتیجہ:-

تو ثابت ہو گیا کہ نظری کی صورت میں
"دور" اور "تسلسل" لازم آتا ہے:-
اور یہ دونوں باطل ہیں:-

"دور" کے باطل ہونے کی وجہ:-

اگر تصور اور تصدیق
کا حصول بطریق دور ہو تو "تقدم الشئ علی نفسہ"
اور "حصول الشئ قبل حصولہ" لازم آئے گا۔
وہ اسطرح کہ جب ہم کہیں "آ" موقوف ہے
"ب" پر۔ تو "ب" موقوف علیہ ہوگا۔ اور "آ"
موقوف ہوگا۔

اور موقوف علیہ موقوف پر
مقدم ہوتا ہے۔ تو ایک فدعنہ حاصل ہو اکہ
("الباء سابق علی "آ"")

اور اب اگر "ب" بھی موقوف ہو "آ" پر۔
تو اس سے دوسرا قضیہ حاصل ہوا کہ
"الآ سابق علی ب"
پھر جب دوسرے قضیے کو صغریٰ اور پہلے قضیے
کو کبریٰ بنائیں گے تو شکل اول بن جائے گی۔
صغریٰ :- الآ سابق علی ب
کبریٰ :- ~~الباء~~ سابق علی آ
نتیجہ :- الآ سابق علی آ
کیونکہ اصول ہے
"السابق علی السابق علی الشئ سابق علی ذلک الشئ"
اور یہی
"حصول الشئ قبل حصولہ" و "تقدم الشئ علی نفسہ"
ہے۔
اور یہ باطل ہے۔
تو پھر تصور اور تصدیق
کا حصول بطریق "دور" ہونا باطل ہو گیا۔
تو ہمارا
دعویٰ ثابت ہو گیا کہ تمام تصورات اور
تصدیقات نظری نہیں ہیں!۔
تسلسل کے باطل ہونے کی وجہ:۔
اگر تصور اور
تصدیق کا حصول بطریق تسلسل ہو تو یہ
محال ہے۔ اسلئے محال ہے اس صورت میں

"علم مطلوب کا حصول استحضار مالا نہایۃ"
پر موقوف ہوگا۔

اور ظاہر ہے کہ "امور غیر متناہیہ کا
استحضار محال ہے۔ اور جو موقوف ہو محال پر
وہ بھی محال ہوتا ہے۔

تو لہٰذا علم مطلوب کا حصول
بطریق تسلسل محال ہوگا۔

تسلسل کے باطل ہونے کی وجہ پر اعتراض:۔

استحضار
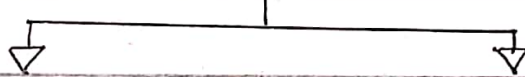
"استحضار دفعی"	"استحضار غیر دفعی"
اگر استحضار دفعی مراد ہو تو ہم تسلیم نہیں کرتے کہ امور غیر متناہیہ کا حصول عدم آتا ہے۔ کیونکہ استحضار دفعی معدات ہوتے ہیں۔ اور معدات کو تسلسل لازم نہیں آتا۔ معدات صرف ذرائع ہوتے ہیں۔	اگر استحضار غیر دفعی مراد ہو تو ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ تسلسل لازم آتا ہے۔ لیکن یہ تسلیم کرتے نہیں کہ محال لازم آتا ہے کیونکہ نفس یا تو حادث ہوگا یا قدیم ہوگی۔

ل: تو محال لازم آتا ہے جب نفس حادث ہو۔ اگر قدیم ہو تو لازم نہیں آتا۔

جواب:۔
مذکورہ دلیل حدوث نفس پر موقوف ہے۔
اور فن حکمت میں اس بات پر دلیل ہے کہ نفس قدیم ہے۔

سوال 29: قال بل البعض من كل منهما بديهي ... الخ
عبارت کی وضاحت کریں؟

جواب: بعض تصور بدیہی ہیں اور بعض تصور نظری ہیں۔ اور اسی طرح بعض تصدیق بدیہی ہیں اور بعض تصدیق نظری ہیں۔

اس سے معلوم ہوا
کہ تصدیقات نظری اور تصورات کو بدیہیات سے بطریق نظر و فکر حاصل کیا جائیگا۔

سوال 30: فکر کی تعریف قلم بند کریں؟

جواب: امور معلومہ کو اسطرح ترتیب دینا کہ امور مجہولہ حاصل ہو جائیں۔

سوال 31: منطق کی ضرورت کیوں ہے؟

جواب: ذلك الترتيب ليس بصواب ..... في وقتين
ہر فکر درست نہیں ہوتی۔
اگر درست ہوتی
تو عقلاء کی آراء میں اختلاف نہ ہوتا
حالانکہ اختلاف موجود ہے۔
بعض نے کہا کہ
"عالم حادث" ہے۔ اور
بعض نے کہا کہ
"عالم قدیم" ہے۔ ہر ایک [illegible] نے اپنی اپنی

دعویٰ پر الگ الگ دلیل دی۔

ظاہر ہے ان دونوں
میں سے ایک درست ہے اور ایک غلط ہے
ورنہ پھر اجتماع نقیضین لازم آئے گا۔ جو کہ
محال ہے۔

لہذا ہر فکر درست نہیں ہوتی ہے۔ تو
ہمیں ایک ایسے قانون کی حاجت ہوئی۔ تو
صحیح اور غلط فکر کے درمیان فرق کر سکے۔
اور وہ قانون "منطق" کا ہے۔

سوال 32: اقول لا یخلو اما ان یکون ...... والبعض الاخر نظریا
عبارت کی وضاحت کریں؟

جواب: یہاں سے صاحب قطبی فرماتے ہیں کہ علم کی
جو دو قسمیں ہیں تصور و تصدیق۔ ان کی احتمال
عقلی کے طور پر 3 قسمیں ہیں:

۱۔ تمام تصورات اور تصدیقات بدیہی ہیں۔
۲۔ تمام تصورات اور تصدیقات نظری ہیں۔
۳۔ بعض تصورات اور تصدیقات نظری ہیں
اور بعض تصورات اور تصدیقات بدیہی ہیں۔

نتیجہ:

جب پہلی دونوں قسمیں "بالدلائل"
باطل ہو گئیں۔ تو
تیسری قسم ثابت ہو گئی۔

سوال 33: "والنظری یمکن تحصیلہ ..... بطریق الفکر" عبارت کی وضاحت کریں؟

جواب: دعویٰ:-

نظری وہ ہے جسکا حصول نظر سے ممکن ہو۔ جسکا حصول ہی ممکن نہ ہو تو وہ بداہت اور نظریت سے متصف نہیں ہوتا۔ تو بعض بدیہی ایسے ہیں جو نظریات سے حاصل ہو جاتے ہیں:-

دلیل:-

جو شخص پہلے سے اس بات کو جانتا ہے کہ ایک شئ سے دوسری شئ کیلئے لازم ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ ملزوم موجود ہے تو اس سے تیسری چیز کا علم حاصل ہو جائے گا۔ اگر نظری بدیہی سے بطریق نظر حاصل نہ ہوتی تو تیسرا علم بھی حاصل نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا کہ نظری بدیہی سے بطریق نظر حاصل ہے۔

جیسے:- ایک بندہ جانتا ہے کہ دھواں کیلئے آگ لازم ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ دھواں موجود ہے۔

تو اس سے بداہتہ "آگ کا علم" حاصل ہو جاتا ہے۔

سوال 34 فکر کی تعریف لکھئے مع الامثال؟

جواب امور معلومہ کو اس طرح ترتیب دینا کہ امر مجہول تک پہنچ جائے:-

تصور کی مثال:- جب ہم انسان کی معرفت کو حاصل کرنا چاہے:- اور ہمیں حیوان اور ناطق کا علم ہو۔ تو ان دونوں کو اسطرح ترتیب دیا کہ "حیوان" کو مقدم کریں اور ناطق کو مؤخر کریں۔ تو یوں کہیں "حیوان ناطق" تو اس سے ہمیں امر مجہول "انسان" کا علم حاصل ہوگا:-

تصدیق کی مثال:- جب ہم اس بات کی تصدیق حاصل کرنے کا ارادہ کریں:- کہ "عالم حادث ہے"۔ اور ہمیں یہ بھی معلوم ہو کہ "عالم متغیر ہے"۔ اور ہر متغیر چیز حادث ہوتی ہے تو اُن کو یوں ترتیب دیا کہ

العالم متغیر
کل متغیر حادث

نتیجہ:- العالم حادث

تو اس سے ہمیں ایک مجہول تصدیق یعنی "عالم حادث" کا علم حاصل ہوا:-

بقایا حصہ اگلے صفحے پر درج ہے:

سوال 35 ترتیب کی تعریف لکھئے مع الامثال؟

لغوی معنی:-

ہر چیز کو اُسکے مقام پر رکھنا۔

اصطلاحی تعریف:-

متعدد چیزوں کو اسطرح مرتب کر دینا کہ اُن پر ایک ہی نام بولا جا سکے۔ اور اُن بعض اجزاء کو دوسرے بعض کے اعتبار سے تقدم اور تاخیر کی نسبت حاصل ہو۔

سوال 36 ترتیب کی تعریف میں "امور" جمع کا صیغہ استعمال کیا۔ اور جمع کا اطلاق کم سے کم تین پر ہوتا ہے اور ترتیب دو امر میں جاری ہوتی ہے؟

جواب "امور" اگرچہ جمع ہے۔ لیکن اس سے مراد "ما فوق الواحد" ہے۔

تو اس صورت پر جمع کا اطلاق دو پر بھی جاری ہو جائے گا۔

سوال 37 جمع سے مراد "ما فوق الواحد" صرف یہاں پر مراد لیے گئے یا ہر جگہ پر؟

جواب ہر جگہ جہاں بھی تعریفات میں ذکر ہو گا اس سے مراد "ما فوق الواحد" مراد ہو گا۔

جو جمع نوع و جنس کی تعریف میں ہو

اس سے جمع ہی مراد ہوگا۔

سوال 38: ترتیب کی تعریف میں امور جمع کیوں ذکر کیا؟
جواب: کیونکہ ترتیب دو یا اس سے زائد چیزوں پر بھی متصور ہوتی ہے۔ اس بناء پر:

سوال 39: معترض کہتا ہے کہ فکر کی تعریف میں "معلوم" کا لفظ ذکر کیا ہے۔ جو صرف تصدیقات یقینیہ کو شامل ہے۔ اس سے وہم پیدا ہوا کہ فکر صرف تصدیقات میں جاری ہوگی اسکے علاوہ میں نہیں؟ یہ بات غلط ہے بلکہ اسکے علاوہ میں بھی جاری ہوتی ہے؟
جواب: معلوم سے مراد وہ امور ہیں جنکی صورتیں عقل میں حاصل ہوتی ہیں۔ لہذا جسطرح فکر تصدیقات یقینیہ میں جاری ہوتی ہے۔

اسی طرح تصور میں بھی جاری ہوتی ہے۔ اور تصدیق ظنی اور تصدیق جھلی میں بھی فکر جاری ہوتی ہے۔

تصور کی مثال:۔ انسان ہے کہ یہ حیوان ناطق ہے۔
تصدیق یقینی کی مثال:۔ "عالم حادث" ہے۔
تصدیق ظنی کی مثال:۔ اس دیوار سے مٹی گرتی ہے اور جس دیوار سے مٹی گرے۔ وہ دیوار گر جاتی ہے۔
نتیجہ:۔ یہ دیوار گر جائے گی۔

تصدیق جعلی کی مثال:-

مستغنی
عالم موثر سے ہے۔

جو موثر سے مستغنی ہو وہ قدیم ہوتا ہے۔

نتیجہ:- عالم قدیم ہے۔

لا یقال العلم من الفاظ ... ھذا الکتاب الا بہ

سوال[40] معترض کہتا ہے کہ فکر کی تعریف میں لفظ "معلوم" کو ذکر کیا ہے۔ یہ غلط ہے اسلئے کہ لفظ "معلوم" مشترکہ ما ہے۔ اور تعریفات کی شرائط میں سے ہے کہ مشترکہ الفاظ سے بچا جائے۔ لہذا تعریف جامع نہیں ہوئی۔

جواب: ہم آپکی بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ تعریفات میں مشترکہ الفاظ کو ذکر کرنا ناجائز ہے۔ یہ حکم اُسوقت ہوگا۔ جہاں کوئی ایسا قرینہ نہ ہو جو مشترک کے معانی میں سے کسی ایک معنیٰ پر دلالت کرے۔ لیکن جب قرینہ ہو جو معین معنیٰ پر دلالت کرے اُسوقت مشترکہ لفظ استعمال کر سکتے ہیں۔

یہاں پر بھی قرینہ موجود ہے۔ وہ یہ کہ اس کتاب میں جہاں بھی لفظ علم کا ذکر ہوا ہے۔ وہاں پر علم کی

تفسیر صرف و صرف مجہول عقل سے کی ہے۔

انما اعتبر ...... من الامور التصدیقیۃ

سوال 41: معترض کہتا ہے کہ فکر کی تعریف میں "للتأدی الی المجھول" کہا ہے۔ جہل کا اعتبار کیا ہے حالانکہ اس طرح بھی کہہ سکتے تھے کہ "للتأدی المطلوب"۔ ایسا کیوں نہیں کیا؟

جواب: اگر مطلوب میں جہل کا اعتبار نہ کیا جاتا ہو بلکہ وہ پہلے سے معلوم تو "استعلام معلوم" اور "تحصیل حاصل" لازم آئیگا۔ جوکہ باطل ہے۔ اور مطلوب ہے۔ اس بات سے کہ خواہ وہ مطلوب تصوری ہو یا تصدیقی ہو۔

لیکن مجہول تصوری کو تصورات معلومہ سے حاصل کیا جائے گا۔ اور مجہول تصدیقی کو تصدیقات معلومہ سے حاصل کیا جائے گا۔

سوال 42: من لطائف ھذا التعریف ...... مثلا علی السیر مذکورہ عبارت کی تفصیلاً وضاحت کریں؟

جواب: شارح علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ فکر کی مذکورہ تعریف "علل اربعہ" پر مشتمل ہے:۔

وہ اسطرح ہیں:۔ کہ

ترتیب:۔ سے علت صوری کی طرف بالمطابقت

اشارہ ہے۔ کیونکہ فکر کی صورت اور ہیئت
اجتماعیہ ہے۔ جو تصورات و تصدیقات
کو حاصل ہوتی ہے۔ اور " کی
طرف التزاماً اشارہ ہے۔
اسلئے کہ ترتیب
کیلئے مرتب ہونا لازم ہے۔
امور معلومہ:۔ سے علت مادہ کی طرف اشارہ ہے۔
للتأدی الی المجہول:۔ سے علت غائیہ
کی طرف اشارہ ہے:۔
مثال:۔ چارپائی

علت صوری + فاعلی	علت مادہ	علت غائیہ
چارپائی کی صورت / بنانے والا	جس سے بنائی جائے یعنی لکڑیاں	جسکیلئے بنائی جائے
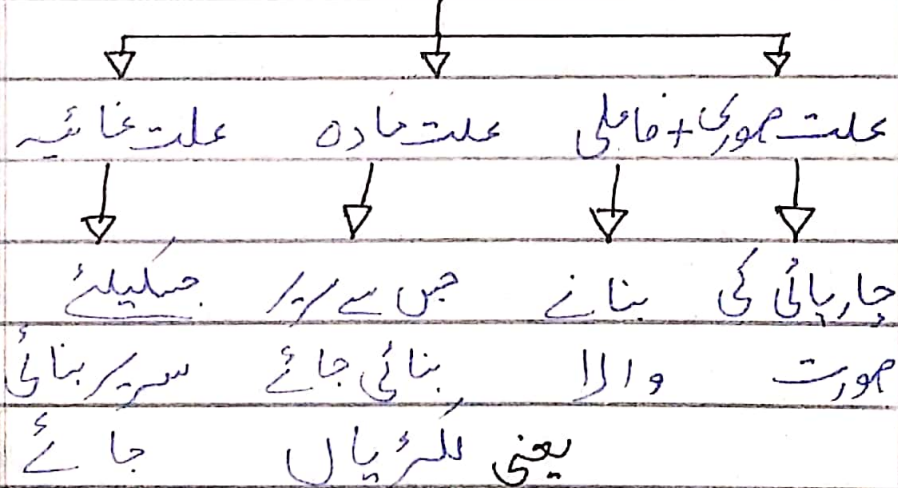
نتیجہ:۔ بادشاہ کا
تخت:۔

نوٹ:۔
فکر مرکب ذہنی ہے۔ جسکیلئے علتوں
کا ہونا ضروری نہیں ہے۔
لیکن اسکی حصول
میں سے ضروری ہے۔

وجہ حصر:-

مرکب کی علت

- مرکب کی علت مرکب کی حقیقت میں داخل ہوگی
  - مرکب کا وجود بالقوۃ ہوگا → علت مادیہ
  - یا بالفعل ہوگا → علت صوریہ
- یا داخل نہیں ہوگی
  - اس سے مرکب کا صدور ہوگا → علت فاعلیہ
  - اس کیلئے مرکب کا صدور ہوگا → علت غائیہ
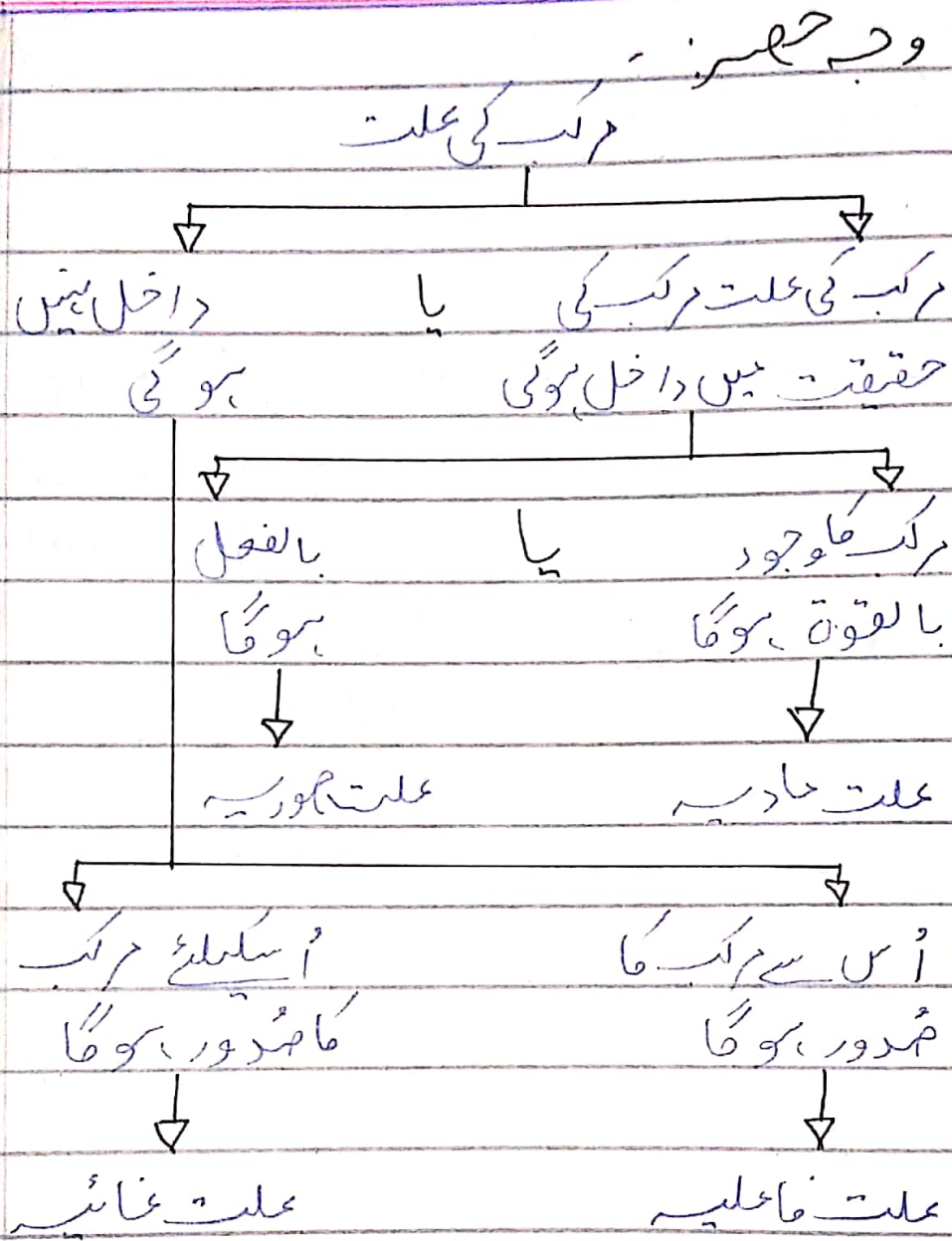
سوال 43 منطق کی تعریف اور منطق کو منطق کہنے کی وجہ بھی لکھئے؟

جواب تعریف المنطق:-

ھو آلۃ قانونیۃ تعصم مراعاتھا الذھن عن الخطأ فی الفکر:-

منطق کہنے کی وجہ:-

منطق کو منطق اس وجہ سے

کہتے ہیں کہ
"قوت گویائی کا ظہور" منطق ہی کی
سبب سے ہوتی ہے۔

سوال 44: "آلہ" کی تعریف لکھئے مع قیودات کے ساتھ لکھئے؟

تعریف الآلہ:-
ھی الواسطۃ بین الفاعل و منفعلہ
فی وصول اثرہ الیہ:-
جو فاعل اور اُسکے منفعل کے
درمیان منفعل تک اُس فاعل کے اثر کے
پہنچنے میں واسطہ بنے:-
جیسے:- آرہ بخار کیلئے کہ
آرہ بخار اور لکڑی
کے درمیان بخار کے اثر کو لکڑی تک پہنچنے میں
واسطہ بنتا ہے۔
فی وصول اثرہ الیہ:-
یہ قید احترازی ہے۔ اس سے "علت
متوسطہ خارج ہو گئی۔
اس وجہ سے کہ "علت متوسطہ"
فاعل اور منفعل کے درمیان واسطہ ہوتی ہے،
کیونکہ کسی چیز کی علت کی علت اُس چیز کیلئے
علت بنتی ہے۔

جیسا کہ:۔ "ا" علت ہو "ب" کیلئے اور
"ب" علت ہو "ج" کیلئے
تو ہمارا یہ کہنا درست ہوگا "ا" "علت ہے"
"ج" کیلئے۔
لیکن "ب" کے واسطے سے۔
اس سے معلوم ہو گیا کہ علت متوسطہ بھی فاعل
اور منفعل کے درمیان واسطہ ہوتی ہے۔
لیکن وہ ان دونوں کے مابین علت بعیدہ
کی طرف اثر پہنچانے میں واسطہ
نہیں ہے۔
کیونکہ علت بعیدہ کا اثر معلول تک
نہیں پہنچ سکتا۔
یہ کہا جائے کہ اس میں کوئی دوسری
شئے واسطہ ہے۔

سوال 45: قانون کی تعریف بیان فرمائیے؟
جواب: هو امر کلی ینطبق علی جمیع جزئیاته لیتعرف
احکامها منه۔
جیسے:۔ ہر فاعل مرفوع ہوتا ہے۔

سوال 46: منطق کو "آلہ" اور "قانون" کیوں کہا؟
جواب: آلہ کہنے کی وجہ:۔
منطق اکتساب میں قوت عاقلہ

(منطقی) اور مطالب کسبیہ (مجہولات) کے
درمیان واسطہ ہوتی ہے۔

قانون کہنے کی وجہ:۔
منطق کے مسائل چونکہ
قوانین کلیہ ہوتے ہیں۔ جو اپنے تمام مسائل
پر منطبق ہوتے ہیں۔ اسلئے اسکو قانون
کہتے ہیں!۔

سوال 47 منطق خود کیوں نہیں بچاتی خطأ سے؟
جواب۔ منطق بنفس نفیس خطأ سے نہیں بچاتی ہے۔
اسلئے اگر وہ بنفس نفیس بچاتی تو کسی
بھی منطقی سے کبھی بھی خطأ نہیں ہوتی۔ حالانکہ
خطأ ہوتی ہے۔

سوال 48 منطق کی تعریف کے فوائد و قیودات
لکھئے؟
جواب۔ آلہ:۔ جنس کے منزل ہے۔
قانون:۔ فصل ہے۔
اس سے آلات جزئیہ خارج ہو جائیں گے۔
تعصم۔۔۔ الخ یہ فصل قریب ہے۔
اس سے وہ علوم قانونیہ نکل جائیں گے۔
جسکی رعایت گفتگو میں ہوتی ہے۔
جیسے:۔ علوم عربیہ!۔

انما کان ..... خارج رسم

سوال ۱۹ معترض کہتا ہے کہ منطق کی تعریف میں "رسموہ" کہا۔ "حدوہ" کیوں نہیں کہا؟

جواب پہلی وجہ:۔

منطق کی تعریف رسم ہے۔ اس بناء پر "رسموہ" کہا ہے۔

رسم اسلئے ہے کہ اس میں آلہ ہونے کا ذکر ہے۔ اور منطق کا آلہ ہونا اسکی ذات کے اعتبار سے ہے۔

کیونکہ کسی چیز کا ذات ہونا وہ چیز ہوتی ہے۔ جو اسکیلئے فی نفسہ ہو۔

اور آلہ ہونا منطق کیلئے فی نفسہ نہیں بلکہ غیر یعنی علوم حکمیہ کے اعتبار سے ہے۔

تو لہذا آلہ ہونا منطق کے عوارض میں سے ایک عارض ہے۔

دوسری وجہ:۔

منطق کی تعریف رسم اسلئے ہے کہ اس میں " " کے الفاظ ہیں۔

اور یہ منطق کی غایت ہے۔ اور کسی چیز کی غایت چیز سے خارج ہوتی ہے۔

لہذا یہ تعریف بالخارج ہوئی اور تعریف بالخارج رسم ہوتی ہے نہ کہ حد ہوتی ہے

تیسری وجہ:-

"تعریف میں برسمہ" کہنے میں فائدہ جلیلہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ

ہر علم کی غایت اسکے مسائل ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ مسائل سے حاصل ہوتے ہیں۔ پھر اسکے مقابل علم کا نام رکھا جاتا ہے۔ تو اسکی ماہیت و حقیقت ان مسائل کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔

اس علم کی معرفت اس کے مسائل کو جاننے کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ "شروع فی العلم" کا مقدمہ نہیں ہو سکتا۔

کیونکہ شروع فی العلم کا مقدمہ اسکی معرفت "برسمہ" ہوتا ہے۔

اسی بناء پر مصنف نے "رسوم" کہا "حدود" نہیں کہا۔

فان قلت العلم ..... من التصدیق

سوال 50

معترض کہتا ہے کہ آپ نے کہا کہ "معرفۃ العلم" "بحسب الحد" کو حاصل کیا جاتا ہے۔ علم بجمیع المسائل سے:-

یہ بات غلط ہے۔

اسلئے کہ "معرفۃ العلم بحسب الحد" تصور ہے

اور "علم بجمیع المسائل" تصدیق ہے۔
تو گویا کہ تصور کو تصدیق بالمسائل سے
حاصل کیا جاتا ہے۔ حالانکہ تصور کو تصور
سے حاصل کیا جاتا ہے۔ نہ کہ تصدیق سے؟

جواب: ہم تسلیم کرتے ہیں کہ "معرفۃ العلم بحسب الحد"
یہ تصور ہے۔
اور "علم بجمیع المسائل" تصدیق
بالمسائل ہے۔
یہاں تک کہ جب تصدیق بالمسائل
حاصل ہوگی تو علم مطلوب بھی حاصل ہوگا۔
لیکن علم مطلوب کا تصور یہ ان تصدیقات
پر موقوف نہیں ہے۔
بلکہ ان تصدیقات کے
تصور پر موقوف ہے۔ لہذا تصور حاصل ہوا
تصور ہی سے نہ کہ تصدیق سے۔

سوال: قال و لیس کلہ بدیھیا .... نظری مستفاد منہ
مذکورہ عبارت کی وضاحت کریں؟

جواب: یہاں سے ماتن نے "2" دعوے دلائل سے
بیان کیے ہیں۔

پہلا:۔
تمام کی تمام منطق بدیہی نہیں ہے۔
کیونکہ اگر علم منطق بدیہی ہوتی تو پھر اسکے

سیکھنے کی کوئی حاجت نہیں ہوتی!

دورا:-

تمام کی تمام علم منطق نظری نہیں ہے
کیونکہ اگر علم منطق نظری ہوتا تو پھر
دور یا تسلسل لازم آئیگا۔

نتیجہ:-

بعض علم منطق بدیہی ہے اور
بعض علم منطق نظری ہے کہ جنکا استفادہ
بدیہی سے ہوتا ہے۔

معارضہ:-

"کل علم منطق بدیہی" ہے۔
اور ہر وہ چیز جو بدیہی ہو اسکو سیکھنے
کی حاجت نہیں۔
لہذا منطق کو سیکھنے کی بھی
حاجت نہیں ہے تو پھر "کل علم منطق نظری"
ہوگا۔
اور اس صورت میں ہم جس قانون کو
دوسرے قانون سے حاصل کریں گے۔
تو وہ قانون
اگلے قانون کا محتاج ہوگا۔
اسطرح یہ
سلسلہ چلتا رہے گا۔
اگر پیچھے لوٹ آیا تو

نوٹ: کل علم منطق کے بدیہی ہونے کی دلیل: اگر کل علم منطق بدیہی نہیں

دور لازم آئے گا۔ اور
اگر چلتا ہی رہا تو پھر تسلسل
لازم آئے گا۔ اور جب تسلسل اور دور باطل
تو پھر "کل منطق کا نظری ہونا بھی باطل" ہوگا۔
معارضہ کا جواب :۔
منطق اپنے تمام اجزاء کے
ساتھ بدیہی نہیں ہیں۔
کیونکہ اگر وہ بدیہی
ہو جائے تو اسکے سیکھنے سے ہم بے نیاز ہوتے
جبکہ بے نیاز نہیں ہیں۔
اور نہ ہی وہ اپنے
جمیع اجزاء کے ساتھ کسبی ہیں۔
کیونکہ اگر وہ کسبی
ہو جائے تو دور یا تسلسل لازم آئے گا۔
بلکہ اسکے
بعض اجزاء بدیہی ہیں۔
جیسے :۔ شکل اول :۔
اور بعض کسبی ہیں :۔
جیسے :۔ شکل ثانی :۔
پس جو کسبی ہیں وہ بدیہی سے مستفاد ہوتا
ہے۔
لہذا نہ دور لازم آئے گا اور نہ ہی
تسلسل لازم آئے گا :۔

اعتراض:-

آپ دور اور تسلسل کا لزوم تسلیم
نہیں کرتے کیونکہ دور اور تسلسل تب لازم
آئیگا۔

جبکہ اکتساب کسی بدیہی قانون پر
ختم نہ ہو۔ اور ایسا ممنوع ہے۔ یعنی
بدیہی قانون پر اکتساب کا ختم نہ ہونا
ممنوع ہے۔

جواب:-

ہم کہتے ہیں کہ منطق اکتساب کے
قوانین کا مجموعہ ہے
لہذا جب ہم منطق
کو کسبی فرض کر لیا۔ اور حال یہ ہے کہ
ہم نے یہ بات فرض کی ہوئی ہے کہ
قانون کسبی ہے۔
اور یہ بات بھی ظاہر ہے
کہ اکتساب دوسرے قانون پر موقوف ہوگا۔
اور دوسرا قانون بھی کسبی ہوگا۔ تو یہ
"دور" اور "تسلسل" لازم آئے گا۔

ختم

"تمت بالخیر"

"بحث الثانی"

سوال نمبر ۳: موضوع کی تعریف تحریر کریں؟

جواب: تعریف الموضوع:-

موضوع وہ ہوتا ہے جس میں اسکے عوارض ذاتیہ سے بحث کی جاتی ہو۔

سوال نمبر ۴: معترض کہتا ہے کہ محل منطق کے موضوع کو بیان کرنا تھا۔ لیکن مطلق موضوع کی تعریف کو کیوں بیان کیا؟

جواب: علوم کا باہمی امتیاز اُنکے موضوعات کے باہمی امتیاز سے ہوتا ہے۔

مطلق موضوع کو بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ "مطلق موضوع" "عام و مطلق" ہے۔

اور منطق کا موضوع "خاص و مقید" ہے۔ اور خاص کا سمجھنا عام کے سمجھنے پر موقوف ہے۔

تو گویا کہ منطق کے موضوع کی معرفت موقوف ہے مطلق علم کے موضوع کی معرفت پر۔ اور مطلق موضوع موقوف علیہ ہے۔

اور موقوف علیہ کو مقدم کرنا واجب ہے۔

سوال 55: موضوع کو موضوع کیوں کہتے ہیں؟

جواب: موضوع چونکہ بعینہ یا اسکا جزء ہوتا ہے یا اسکے عرض ذاتی کی نوع۔

اور عرض ذاتی کی نوع

اس علم کے مسئلے کا موضوع ہوتا ہے۔ اس بناء پر موضوع کو موضوع کہتے ہیں:۔

سوال 56: عوارض ذاتیہ کی تعریف نیز اسکی اقسام بمع مثال لکھیں؟

تعریف:۔

کسی شئ کا وہ اثر یا حال جو شئ کی حقیقت سے خارج ہو۔

اور اسی شئ پر محمول ہو۔

عوارض کی اقسام:۔

عوارض کی ابتداءً 2 قسمیں ہیں:۔

1۔ ذاتیہ 2۔ غریبہ

ذاتیہ کی اقسام:۔

عوارض ذاتیہ کی پھر 3 قسمیں بنے گی: جو کہ درج ہیں:۔

پہلی قسم:۔

جب ایک چیز دوسری چیز کو عارض ہو تو وہ معروض کی ذات کی وجہ سے ہوگا۔

مثال:- انسان کو تعجب لاحق ہوتا ہے

دوسری قسم:-

جب ایک چیز دوسری چیز کو عارض ہو تو یہ معروض کی جزء کی وجہ سے ہوگا:-

مثال:- حرکت بالارادہ انسان کو لاحق ہوتی ہے۔ حیوان کے واسطے سے۔

تیسری قسم:-

جب ایک چیز دوسری چیز کو عارض ہو تو یہ امر خارج کے واسطے سے ہوگا۔

مثال:- مسکرانا انسان کو لاحق ہوتا ہے۔ امر خارج کی بناء پر:-

عرضیہ کی اقسام:-

عرضیہ کی "3" اقسام ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:-

پہلی قسم:-

امر خارج معروض سے خاص ہوگا۔

دوسری قسم:-

وہ امر خارج معروض سے عام ہوگا:-

تیسری قسم:-

وہ امر خارج معروض کے مبائن ہوگا:-

نوٹ:- اسکی مثالیں اگلے صفحے پر ہیں:-

پہلی قسم کی مثال:۔

ضاحک یہ حیوان کو عارض ہے۔
انسان کے واسطے سے۔ اور ضاحک حیوان
کی حقیقت سے خارج ہے۔

دوسری قسم کی مثال:۔

حرکت جو ابیض کو جسم کے
واسطے سے عارض ہو۔ اور جسم ابیض سے عام ہے۔

تیسری قسم کی مثال:۔

حرارت یہ پانی کو لاحق ہے
آگ کے واسطے سے!

تسمی اقسام ذاتیہ:۔

ذاتیہ اس بناء پر کہتے ہیں
کہ پہلی قسم یعنی ذات معروض کیطرف
منسوب ہونا بالکل واضح ہے۔
کیونکہ وہاں کوئی
واسطہ نہیں ہے۔ اور دوسری قسم ذات معروض
کی طرف اسطرح منسوب ہے کہ جزء ذات
میں داخل ہے۔
اور جو ذات میں داخل ہو اُسکی
طرف منسوب ہونا حقیقت میں اُسی ذات
کیطرف منسوب ہونا ہے۔
تیسری قسم ذات
کیطرف اسطرح منسوب ہے کہ مساوی ذات

معروض کیطرف منسوب ہے۔ اور عارض مساوی کیطرف منسوب ہے۔

اور قاعدہ ہے کہ منسوب کیطرف جو چیز منسوب ہو وہ اسی شئ کیطرف بھی منسوب ہوتی ہے:۔

تسمیہ اعراض غریبہ:۔

ان کو عوارض غریبہ اسوجہ سے کہتے ہیں کہ ذات معروض کے اعتبار سے ان میں غرابت پائی جاتی ہے۔

اسوجہ سے انکو عوارض غریبہ " کہتے ہیں۔

سوال 57 "واذا تقرر ھذا فنقول ..... موضوع المنطق"
مذکورہ عبارت کی وضاحت کریں؟

جواب یہاں سے منطق کا موضوع اور اس پر دلیل پیش کر رہے ہیں:۔

منطق کا موضوع:۔

معلومات تصوریہ اور معلومات تصدیقیہ ہیں:۔

دلیل:۔

علم منطق کا موضوع معلومات تصوریہ اور معلومات تصدیقیہ اسلئے ہیں کہ منطقی حضرات معلومات تصوریہ اور معلومات تصدیقیہ

کے عوارض ذاتیہ سے اُس علم میں بحث کرتے
ہیں۔ اور ہر وہ چیز جس کے عوارض ذاتیہ
سے کسی علم میں بحث کی جائے تو وہ چیز اُس
علم کا موضوع ہوتا ہے۔

لہٰذا معلومات تصوریہ و
معلومات تصدیقیہ علم منطق کا موضوع ہے۔

انما قلنا ان المنطقی .... توقف القضایا علیھا

سوال 58: کیا واقعی علم منطق میں معلوماتِ تصوریہ
اور تصدیقیہ کے عوارض ذاتیہ سے بحث
کی جاتی ہے؟

جواب: جی ہاں!۔
واقعی علم منطق میں معلوماتِ تصوریہ
اور تصدیقیہ کے عوارض سے بحث کی جاتی ہے۔
وہ دو قسموں پر ہیں۔
1:۔ معلوماتِ تصوریہ کے وہ احوال جو خود
"موصل الی المجہول التصور" ہے۔
2- وہ احوال ایسے ہیں کہ جن پر "موصل الی
التصور" موقوف ہے۔
جیسے:۔ معلوماتِ تصوریہ کا کلی، جزئی
ہونا۔ ذاتی، عرض۔ جنس۔ نوع۔ فصل ہونا۔
اصل جواب:۔
منطقی معلوماتِ تصوریہ اور تصدیقیہ

کے عوارض ذاتیہ سے بحث کرتے ہیں۔ کیونکہ
وہ عوارض ذاتیہ کے متعلق اس حیثیت سے
بحث کرتے ہیں کہ
یا مجہول تصدیقی تک پہنچا
دیتا ہے
جیسے :- حیوان اور ناطق کے متعلق
بحث کرنا :- اور یہ دونوں معلوم تصوری ہیں۔
اب وہ اس حیثیت سے بحث کرتے ہیں کہ
انکو کیسے ترتیب دیا جائے۔ کہ ان دونوں کا
مجموعہ مجہول تصوری تک پہنچا دے۔
اسی طرح
چند قضایا کے متعلق بحث کرنا :-
جیسے :- عالم متغیر ہے۔ اور ہر متغیر چیز حادث
ہوتی ہے۔ ملا کر مجہول تصدیقی تک پہنچا دے۔
کذلک :-
یا پھر وہ احوال ایسے ہیں کہ جن پر
"موصل الی التصور" ہو۔
جیسے :- معلومات تصوریہ کا کلی جزئی ہونا۔
ذاتی عرضی ہونا وغیرہ۔
یا پھر وہ احوال ایسے ہیں۔
کہ اُن احوال پر "موصل الی التصدیق" ہو۔
جیسے :- عکس مستوی ہونا۔
یا پھر وہ احوال ایسے

ہیں کہ اُن پر "موصل الی التصدیق موقوف" ہے

جیسے :۔ معلومات تصدیقیہ کا موضوع و محمول ہونا :۔

کیونکہ "موصل الی التصدیق" قضایا بالذات "پر موقوف ہوتا ہے۔

اُسکے اس سے مرکب ہونے کی بناء پر اور قضایا موضوعات اور محمولات پر موقوف ہوتے ہیں۔

تو لہذا "موصل الی التصدیق" قضایا بالذات اور موضوعات و محمولات پر قضایا کہ اس پر موقوف ہونے کے واسطے کے ساتھ :۔

بالجملہ :۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ علم منطق میں معلومات تصوریہ و تصدیقیہ کے جن احوال سے بحث ہوتی ہے۔ یہ احوال 2 قسموں پر ہیں۔

۱۔ یا تو وہ احوال خود نفس ایصال الی المجہول ہیں۔

۲۔ یا وہ ایصال الی المجہول اُن پر موقوف ہیں۔

اور یہ احوال معلومات تصوریہ اور تصدیقیہ کو ذاتی

ذات کی وجہ سے عارض ہوتے ہیں۔

نوٹ :۔ بقایا سوالات اگلے صفحے پر ہیں !۔

سوال 59 "قد جرت العادة بان یسمی ..... ھذہ الامور"
اس عبارت کی وضاحت کریں؟

جواب: منطق کا موضوع 2 ہیں :-
1۔ جو مجہول تصوری کا موصل ہو اسکو "معرف" اور "قول شارح" کہتے ہیں :-
2۔ جو مجہول تصدیقی کا موصل ہو اسکو "حجت" کہتے ہیں :-

سوال 60 "معرف" اور "حجت" ان دونوں میں سے کون مقدم ہوگا کون موخر ہوگا؟

جواب: معرف کو مقدم کریں گے اور حجت کو موخر کریں گے
وجہ :-
قول شارح وجود میں پہلے ہوتا ہے۔ پھر تصدیق :-
تو بہتر یہ ہے کہ پہلے قول شارح کو بیان کیا جائے پھر حجت کو تاکہ وضع مطابق طبع ہو جائے :-

معرف کی وجہ تسمیہ :-
"موصل الی التصور" ایک طویل نام ہے۔ اسلئے مناطقہ نے اختصار کیلئے "معرف" کہا :-

حجت کی وجہ تسمیہ :-
"موصل الی التصدیق"

ایک طویل نام ہے۔

اسلئے مناطقہ نے اختصار کیلئے "حجت" کہا۔

سوال [61] تصور طبع کے اعتبار سے تصدیق پر مقدم ہے؟ اسکی وجہ کیا ہے؟

جواب تقدم طبعی اسکو کہتے ہیں کہ متقدم اس طور پر ہو کہ متاخر اسکا محتاج ہو۔ اور متقدم متاخر کیلئے علت تامہ نہ ہو۔ تصدیق وجود میں تصور کا محتاج ہے کہ تصدیق تصور کے بغیر وجود میں نہیں آتی۔ کیونکہ تصدیق کیلئے تین تصور کا ہونا ضروری ہے۔ اور تصور تصدیق کیلئے علت تامہ نہیں ہے۔ اسلئے کہ تصور کے وجود سے ہی دو کا ہونا ضروری نہیں آتی۔ جسطرح دو کیلئے ایک کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن ایک کے وجود سے ہی دو کا ہونا ضروری نہیں۔

محتاج کی وجہ:-

تصدیق اپنے وجود میں تصور کا محتاج اسلئے ہے کہ ہر تصدیق میں تین تصورات کا ہونا ضروری ہے۔

1- محکوم علیہ

۲- محکوم بہ ۳- حکم

کیونکہ جو چیز معلوم و متصور نہ ہو۔ اس پر کوئی حکم عائد نہیں ہوتا۔

اسلئے حکم کیلئے ضروری ہے پہلے ان تینوں کو جان لیا جائے۔

سوال 62
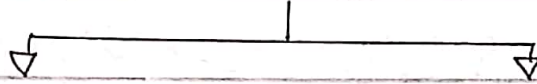
تصور
- تصور بکنہ
- تصور بوجہ ما

تصدیق کیلئے مذکورہ 2 تصور میں سے کونسا تصور مراد ہے۔

اگر "بکنہ" ہے تو یہ درست نہیں ہے۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام تصورات حاصل نہیں ہیں؟

جواب: تصور سے ہماری مراد "تصور بوجہ ما" مراد ہے۔

نہ کہ "بکنہ" ہے۔ تو ایسی صورت میں مذکورہ اعتراض دفع ہو جائے گا۔

دوسرا فائدہ:-

تصدیق کیلئے حکم ہونا بھی ضروری ہے۔

حکم مشترک ہے۔

منطقیوں کے نزدیک اگر

تصدیق کو حکم کی ضرورت ہے۔

اور یہ تو چیزیں

بن جائے گی تصدیق کیلئے۔

اور یہ تو چیزیں

کسی کے نزدیک بھی نہیں ہیں۔

سوال 63 " اما المقالات فثلث ..... وصنعة الکتاب"

عبارت کی وضاحت کریں؟

جواب رسالہ شمسیہ ایک مقدمہ اور تین مقالات

اور خاتمے پر مشتمل ہے۔

مقدمے میں "ماہیات منطق"

بیان حاجت، موضوع پر مشتمل ہے۔

جب ان کی

تینوں تفصیل گزر چکی تو اب "مقالات" کی بحث ہوگی
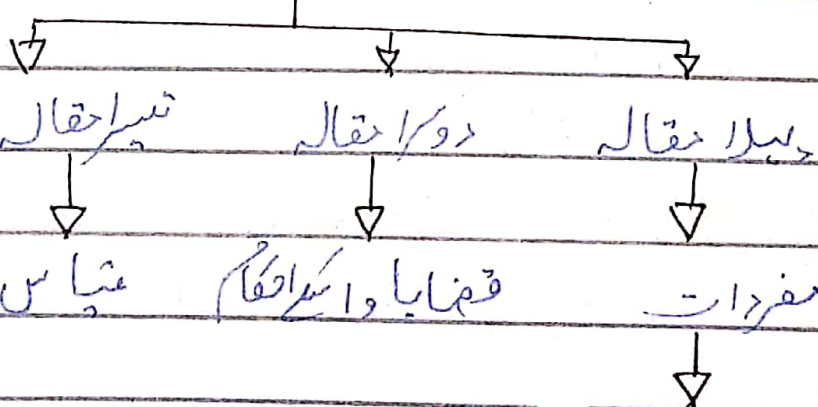
پہلا مقالہ ← مفردات

دوسرا مقالہ ← قضایا و اسکے احکام

تیسرا مقالہ ← قیاس

مفردات ←

اس مقالے میں 4 فصلیں ہیں۔

پہلی فصل ← الفاظ کے بارے میں

دوسری فصل ← معانی مفردہ کے بارے میں

تیسری فصل ← کلی و جزئی کے مباحث کے بارے

چوتھی فصل ← تعریفات کے بارے میں
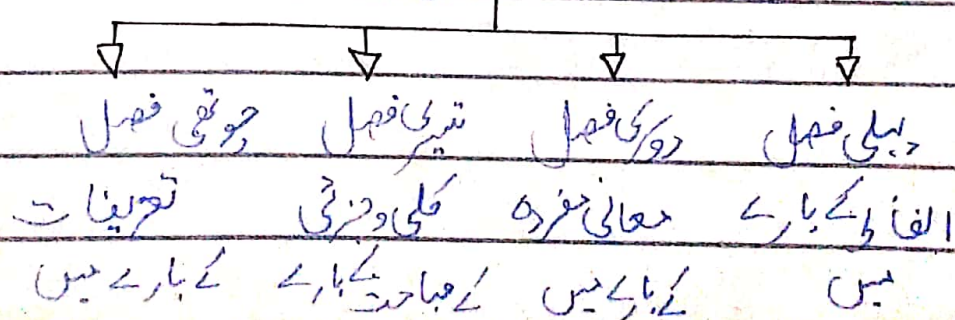
سوال 64: منطق کا تعلق معنیٰ کے ساتھ ہے۔ لفظ کے ساتھ نہیں۔ تو ابتداً لفظ سے کیوں کی؟

جواب: معنیٰ کا سمجھنا اور سمجھانا الفاظ پر موقوف ہے
اس بناء پر الفاظ سے ابتداً کی :

سوال 65: معنیٰ کا سمجھنا اور سمجھانا الفاظ پر موقوف تھا۔ تو دلالت سے ابتداء کیوں کی؟

جواب: الفاظ موقوف ہیں دلالت پر :
اس بناء پر
دلالت سے ابتداً کیا نہ کہ الفاظ سے :

سوال 66: دلالت کی تعریف و اقسام بمع مثال لکھیں؟

جواب: تعریف الدلالۃ :-
ایک چیز سے دوسری چیز کا علم
لازم آئے :

دال کے اعتبار سے

دلالت لفظیہ اور غیر لفظیہ

غیر لفظیہ: خط وغیرہ

دلالت لفظیہ:
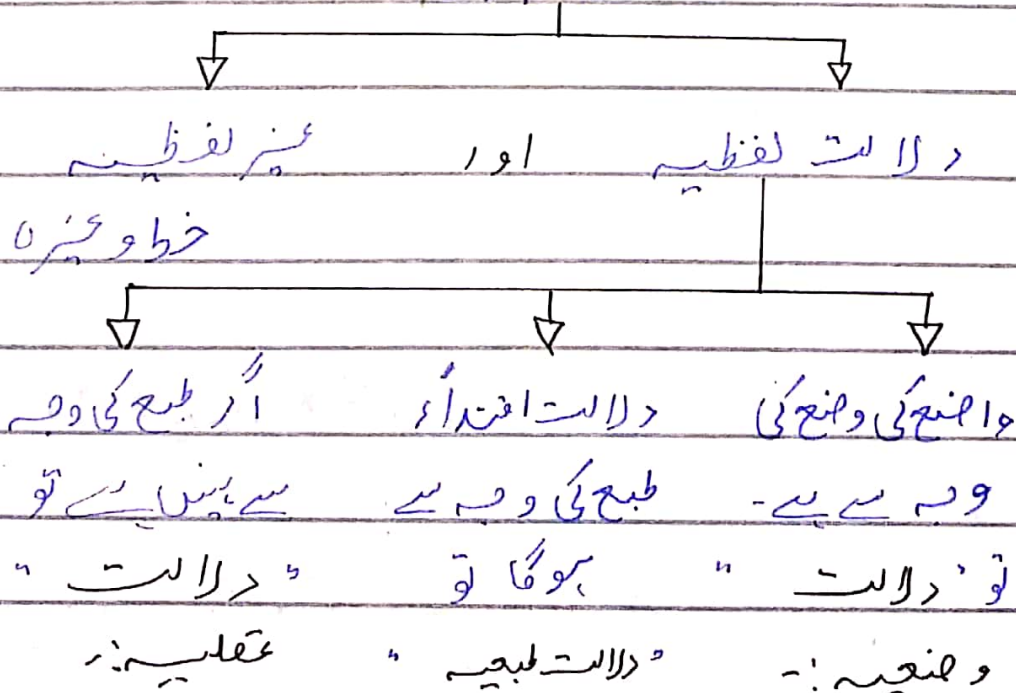
واضع کی وضع کی وجہ سے ہے۔ تو "دلالت وضعیہ" :-	دلالت اقتضاء طبع کی وجہ سے ہوگا تو "دلالت طبعیہ"	اگر طبع کی وجہ سے نہیں ہے تو "دلالت عقلیہ" :-

پہلی قسم کی مثال :-

انسان کی دلالت حیوان ناطق پر ۔

دوسری قسم کی مثال :-

اُح اُح کی دلالت سینے کے درد پر ۔

تیسری قسم کی مثال :-

دیوار کے پیچھے آواز سنائی جائے
تو اسکی دلالت بولنے والے کے وجود پر ۔

سوال 67 دلالت کی چھ قسموں میں کون سی قسم مقصود ہے؟ اور اُسکی وجہ بھی تحریر کریں؟

جواب چھ اقسام میں سے دلالت لفظیہ وضعیہ مقصود ہے ۔

وجہ :-

افادہ اور استفادہ صرف دلالت لفظیہ وضعیہ سے ہوتا ہے ۔ آسانی کے ساتھ ۔ اور اگر دوسری دلالتوں سے حاصل ہوتا ہے ۔ لیکن ان میں کافی دشواریاں ہوتی ہیں :-
ان کی بناء
پر بقایا دلالتوں کو چھوڑ دیا گیا ہے ۔

وضعیہ کی تعریف :-

جس میں وضع کی وجہ سے کوئی
لفظ اپنے معنیٰ کو بتائے ۔ جب کہ وہ مطلق بولا جائے ۔

سوال 68 دلالت لفظیہ وضعیہ کی تینوں قسموں کی وجہ حصر لکھئے؟
جواب

دلالت

لفظ اپنے موضوع لہ کے کل پر دلالت کرے تو
↓
دلالت مطابقیہ
↓
انسان کی دلالت حیوان ناطق پر۔

اگر جزء پر دلالت کرے تو
↓
دلالت تضمنی
↓
انسان کی دلالت صرف حیوان یا ناطق پر۔

اگر خارج لازم پر دلالت کرے تو
↓
دلالت التزامی
↓
انسان کی دلالت صنعت کتابت پر یا قابل علم پر۔
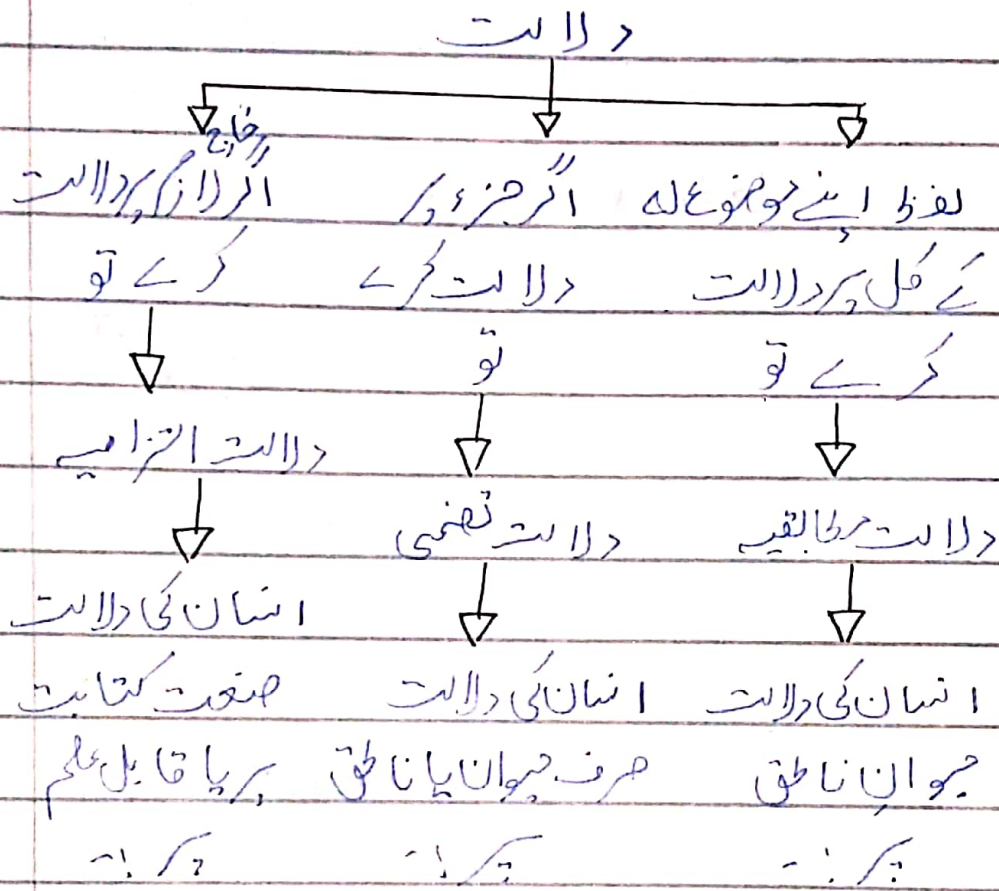
سوال 69 طبع سے کیا مراد ہے؟
جواب تعریف الطبع:۔
کسی چیز کو دوسری چیز کے مقابلہ میں اس طرح خاص کر دینا کہ پہلی چیز کے جاننے سے دوسری چیز کا جاننا لازم آئے۔
پہلی چیز کو موضوع اور دوسری چیز کو موضوع لہ کہتے ہیں۔
جیسے:۔
قلم کے جاننے سے خود قلم کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔

پہلی دلالت کو مطابقی کہنے کی وجہ:-

اسلئے کہ لفظ
موافق ہے تمام "ما وضع لہ" کا:-
مطابقی مشتق ہے
اس قول سے "طابق النعل بالنعل" تو اس
بناء پر دلالت مطابقی نام رکھا:-

تضمنی کہنے کی وجہ:-

کیونکہ معنیٰ موضوع لہ کا
جزء اور اسکے ضمن میں داخل ہوتا ہے
اس بناء پر
اسکو "دلالت تضمنی" کا نام دیا گیا۔

التزامی کہنے کی وجہ:-

لفظ چونکہ اس میں پر ایسے امر
پر دلالت کرتا ہے جو معنیٰ موضوع لہ سے خارج
ہو۔ اور معنیٰ موضوع لہ کیلئے لازم ہو۔
اس بناء
پر اسکو "دلالت التزامیہ" کا نام دیا گیا۔

"انما قید حدود ..... الوضوء الازم"

سوال[70]: معترض کہتا ہے کہ تینوں دلالتوں کی تعریفوں
تو توسط وضع کی قید کے ساتھ کیوں مقید کیا
گیا ہے؟

جواب: اگر ہم دلالات ثلاثہ کی تعریفات کو توسط

واضع کی قید کے ساتھ مقید نہ کرتے تو بعض دلالات کی تعریفات بعض دوسری دلالت سے ٹوٹ جاتیں۔ یہ اسی وجہ سے "توسط واضع" کی قید لگائی۔

دلیل:۔
ممکن ہے کہ ایک لفظ "کل" اور "جزء" کے درمیان مشترک ہو۔

جیسے:۔ لفظ امکان:۔

امکان عام اور امکان خاص کے درمیان مشترک ہے۔

امکان عام: کہتے ہیں کہ "سلب ضرورۃ عن جانب واحد"

امکان خاص: کہتے ہیں کہ "سلب ضرورۃ عن جانبین"

نتیجہ:۔
امکان خاص "کل" ہے۔ اور امکان عام "جزء" ہے۔

اور اسی طرح یہ بھی ہو سکتا ہے ایک لفظ لازم اور ملزوم کے درمیان مشترک ہو۔

جیسے:۔ سورج

جرم اور ضوء۔ لازم و ملزوم کے درمیان مشترک ہے

لہذا اس سے ۴ علتیں برآمد ہوئیں۔

پہلی علت:۔

لفظ بول کر کل مراد لیا جائے۔

جیسے:۔ امکان بول کر امکان خاص مراد لیں۔

دوسری علت:۔ لفظ بول کر جزء مراد لیا جائے۔

جیسے:۔ امکان بول کر امکان عام مراد لیں۔

تیسری علت:۔

لفظ بول کر ملزوم مراد لیا جائے۔

جیسے:۔ شمس بول کر جرم مخصوص مراد لیں۔

چوتھی علت:۔

لفظ بول کر لازم مراد لیا جائے۔

جیسے:۔ شمس بول کر ضیاء مراد لیں۔

اذا تحققت فنقول:۔

شارح علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب یہ چار صورتیں متحقق ہوگئیں۔

اسکے بعد

ہم کہتے ہیں اگر دلالت مطابقیہ کو تو سط واضع کی قید کے ساتھ مقید نہ کریں تو دلالت مطابقیہ کی تعریف یہ ہوگی کہ دلالت مطابقیہ وہ دلالت ہے۔

جسمیں

لفظ اپنے معنی موضوع لہ پر دلالت کرے۔

اور یہ تعریف دلالت تضمن اور دلالت

التزام سے ٹوٹ جاتی ہے۔

یعنی:۔ تضمنی اور

التزامی دلالت مطابقی کی تعریف میں

داخل ہو جائیں گی۔

اور دلالت مطابقیہ کی

تعریف دخول غیر سے مانع نہیں رہے گی۔

أمّا الانتقاض بدلالۃ التضمن:۔

شارح علیہ الرحمہ

فرماتے ہیں کہ دلالت تضمن سے دلالت مطابقیہ

کی تعریف اسطرح ٹوٹتی ہے کہ

جب ہم لفظ امکان

بول کر اس سے مراد "امکان خاص" لیں۔ تو اس

صورت میں "لفظ امکان" کی دلالت "امکان خاص"

پر دلالت مطابقی ہوگی۔

کیونکہ دلالت "ما وضع لہ"

پر ہوری ہے۔ اور "امکان عام" پر "دلالت تضمنی"

ہوگی:۔

کیونکہ "امکان عام" امکان خاص کا جزء

ہے۔ اور جزء پر دلالت "دلالت تضمنی" کی

ہوتی ہے۔

لیکن لفظ امکان کی دلالت امکان عام

پر تضمنی ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی صادق

آتی ہے۔ کہ امکان کی دلالت امکان عام پر "مطابقیہ"

ہو۔ اسلئے کہ لفظِ امکان جسطرح امکانِ خاص
کیلئے موضوع ہے۔
اسی طرح امکانِ عام کیلئے بھی
موضوع ہے۔ اب دلالت تضمنی مطابقیہ میں
داخل ہوگی۔
اور دلالت مطابقیہ کی تعریف
دخول غیر سے مانع نہ رہی۔
اذا قیدناہ:۔
شارح علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ
جب ہم نے دلالت مطابقیہ کو "توسط وضع"
کی قید کے ساتھ مقید کر دیا تو اب یہ دلالت
تضمنی، دلالت مطابقی سے خارج ہو جائے گی۔
اسلئے کہ "لفظِ امکان" کی دلالت امکان پر
اس صورت میں اگرچہ "ما وضع لہ" پر
ہوتی ہے۔
لیکن اس واسطے سے نہیں کہ
لفظِ امکان عام کیلئے موضوع ہے۔
بلکہ اس
واسطے سے کہ لفظِ امکان موضوع ہے امکانِ
خاص کیلئے اور امکانِ عام اس میں داخل ہے۔
اما الانتقاض بدلالۃ الالتزام:۔
شارح علیہ الرحمہ

فرماتے ہیں۔ کہ دلالت التزامی سے دلالت مطابقی
کی تعریف اسطرح ٹوٹتی ہے کہ
جب ہم لفظ
"شمس" بول کر اس سے مراد "جرم مخصوص" لیں۔
تو لفظِ "شمس" کی دلالت جرم مخصوص پر
"دلالت مطابقیہ" ہوگی۔
کیونکہ "ما وضع لہ" پر
دلالت ہوئی ہے۔ اور "ضوء" پر دلالت
التزامی ہوگی۔
اسلئے کہ "ضوء" یہ جرم مخصوص
کو لازم ہے۔ اور "دلالت التزامی" ہوتی ہے۔
لیکن جسطرح لفظِ شمس کی دلالت "ضوء" پر
التزامی ہے۔
اسی طرح یہ بات بھی صادق آتی
ہے کہ لفظِ "شمس" کی دلالت "ضوء" پر
دلالت مطابقی ہو۔
اسلئے کہ لفظِ "شمس" جسطرح
جرم مخصوص کیلئے موضوع ہے۔
اسی طرح "ضوء" کیلئے
بھی موضوع ہے تو اسطرح دلالت التزامی دلالت
مطابقی میں داخل ہوگئی ہے۔
اور دلالت مطابقی دلالت
التزامی پر بھی صادق آگئی ہے۔

لما قید به:-

جب ہم نے دلالت مطابقی کو توسط وضع کی قید کے ساتھ مقید کر دیا تو اب دلالت التزامی دلالت مطابقی سے خارج ہو جاتی ہے۔
اسلئے کہ لفظ "شمس" کی دلالت "ضوء" پر اس صورت میں اگرچہ "ما وضع لہ" ہے۔
لیکن اس
واسطے سے نہیں کہ لفظ "شمس" ضوء کیلئے موضوع ہے۔ بلکہ اس واسطے سے ہے کہ لفظ شمس جرم مخصوص کیلئے موضوع ہے۔
اور جرم
ضیاء اس جرم مخصوص کو لازم ہے:-

وکذا لولم ... بقید:-

شارح علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ
اگر ہم دلالت تضمنیہ کی تعریف میں توسطِ وضع کی قید نہ لگاتے تو دلالت مطابقیہ سے دلالت تضمنیہ کی تعریف ٹوٹ جاتی۔
کیونکہ جب لفظ "امکان" بولا جائے اور اس سے مراد "امکانِ عام" لیا جائے۔ تو لفظِ امکان کی دلالت امکانِ عام پر
اس صورت میں دلالت
مطابقی ہو گی۔ کیونکہ لفظ کی دلالت "ما وضع

لہ" ہے۔

لیکن اسکے ساتھ ساتھ دلالت تضمنیہ کی بھی تعریف بھی صادق آئے گی۔
کیونکہ لفظِ امکان، امکانِ خاص کیلئے بھی موضوع ہے۔
اور امکانِ عام، امکانِ خاص کا جزء اور معنیٔ موضوع لہ کے جزء پر دلالت یہ تضمنی ہوتی ہے
حالانکہ یہ تو دلالت مطابقی تھی۔
تو اسطرح دلالت مطابقیہ پر دلا تضمنیہ کی تعریف صادق آ رہی ہے۔
لہذا دلالت تضمنی کی تعریف دخولِ غیر سے مانع نہ ہوئی!

واذا قیدنا:-
لیکن جب ہم نے توسط وضع کی قید لگائی تو دلالت مطابقیہ سے دلالت تضمنی خارج ہو گئی۔
کیونکہ جب لفظ امکان بول کر امکانِ عام مراد لیا جائے۔ تو لفظ امکان کی دلالت امکانِ عام اس واسطے سے نہیں ہو رہی کہ لفظ ایسے معنیٰ کیلئے وضع کیا گیا۔
کہ جسمیں امکانِ عام داخل ہے۔ بلکہ اس واسطے سے ہو رہی ہے کہ "امکان

عام "لفظ انسان کا عین معنی موضوع لہ ہے
لہٰذا یہ دلالت مطابقی پر دلالت تضمنی
کی تعریف صادق نہیں آئے گی۔

سوال " ویشترط فی الدلالۃ الالتزامیہ " ؟
مصنف کے دعوی مع الدلیل تحریر کریں؟
نیز لزوم ذھنی اور لزوم خارجی کی بھی تعریف
کریں:۔

جواب لزوم ذھنی کی تعریف:۔
امر خارج معنی موضوع لہ
اسطرح لازم ہو کہ معنی موضوع لہ کے تصور سے
امر خارج کا تصور لازم آئے۔
لزوم خارجی کی تعریف:۔
امر خارج معنی موضوع لہ
کو اسطرح لازم ہو کہ معنی موضوع لہ کے تحقیق
فی الخارج کا تحقق فی الخارج لازم ہو۔

پہلا دعوی:۔
دلالت التزامیہ کیلئے لزوم ذھنی
شرط ہے۔
دلیل:۔
اگر معنی موضوع لہ اور امر خارج کے
درمیان لزوم ذھنی نہ پایا جائے تو پھر لفظ سے

امرِ خارج کا فہم ممتنع ہوگا

دوسری دعویٰ :-

دلالتِ التزامیہ کیلئے لزومِ خارجی
شرط نہیں :-

دلیل :-

لفظِ عمی کی دلالت بصیر پر التزامی ہے۔
حالانکہ ان دونوں میں منافات ہیں۔ تو معلوم ہوا
کہ دلالتِ التزامیہ کے پائے جانے کیلئے "لزومِ خارجی"
شرط نہیں :-

أمّا الملازمة :-

بیانِ ملازمہ > اگر دلالتِ التزامیہ
میں لزومِ خارجی شرط ہو تو پھر یہ لازم آتا ہے کہ
دلالتِ التزامیہ لزومِ خارجی کے بغیر متحقق
نہیں ہوگی > تو یہ بات بالکل واضح ہے اسلئے
کہ آپ نے لزومِ خارجی کو دلالتِ التزامیہ شرط
بنایا ہے۔ اور مشروط بغیر شرط کے نہیں پایا جاتا

بطلان لازم :-

> اگر دلالتِ التزامیہ میں لزوم
خارجی شرط ہو تو دلالتِ التزامی لزومِ خارجی
کے بغیر متحقق نہ ہوگی >

اس دلیل کا حاصل یہ ہے
کہ لفظِ عمی کی دلالت بصر پر دلالتِ التزامی

اسلئے کہ عمیٰ کا معنیٰ ہے۔

عدم البصر۔ بصر یہ عمیٰ کے
مفہوم سے خارج ہے۔ اور خارج پر دلالت التزامی
ہوتی ہے۔

حالانکہ ان دونوں کے اعتبار سے منافات
ہیں۔ تو ثابت ہو گیا کہ دلالت التزامیہ لزوم
خارجی کے بغیر متحقق ہوتی ہے۔

اور ہماری دعویٰ
یہی تھا کہ دلالت التزامیہ کے پائے جانے کیلئے
لزوم خارجی شرط ہے۔

فان قلت ...... وعلیہ

سوال 72 معترض اعتراض کرتا ہے۔ آپکا عمیٰ کی دلالت
بصر پر دلالت التزامیہ ہے یہ کہنا غلط ہے۔
اسلئے کہ عمیٰ کا معنیٰ عدم البصر ہے۔ اس میں تو
بصر عمیٰ کے مفہوم کا جزء ہے۔

اور جزء پہ دلالت
تضمنیہ ہوتی ہے۔ لہذا عمیٰ کی دلالت بصر پر
دلالت تضمنیہ ہوگی؟

جواب عمیٰ کا معنیٰ عدم اور بصر نہیں۔ ورنہ اجتماع نقیضین
لازم کرے گا۔

بلکہ اسکا معنیٰ "عدم البصر" ہے۔ یعنی وہ
عدم جو بصر کی طرف مضاف ہو۔ اور مضاف الیہ

مضاف سے خارج ہوتا ہے۔

پس تضمنی کی دلالت

بطریق دلالت علی الخارج ہوئی اور دلالت علی الخارج "دلالت التزامی" ہوا کرتی ہے

سوال 73: "والمطابقة لا تستلزم التضمن ...... بدون المتبوع"
مذکورہ عبارت کی تفصیلاً وضاحت کریں؟

جواب: اس عبارت کا مقصد یہ ہے کہ

دلالت مطابقیہ

دلالت تضمنی کو مستلزم نہیں ہے۔ یعنی جب بھی مطابقیہ پائی جائے گی تو یہ ضروری نہیں کہ تضمنی بھی پائی جائے۔

دلیل:-

بسائط میں جب لفظ کی دلالت معنی بسیط پر ہوگی تو یہ دلالت مطابقیہ تو ہوگی کیونکہ لفظ کی دلالت "ما وضع له" پر ہو رہی ہے۔ لیکن یہاں تضمنی نہیں پائی جا رہی۔

اسلئے کہ معنی موضوع له کا جزء نہیں ہے۔

سوال 74: "اما استلزام المطابقة ...... اللزوم الذهنی الخ"
مذکورہ عبارت کی وضاحت بیان کریں؟

جواب: اس عبارت کا مقصد یہ ہے کہ دلالت مطابقیہ

دلالت التزامیہ کو مستلزم ہونا غیر یقینی ہے۔

دلیل :۔

دلالت التزامیہ موقوف ہے لازم ذھنی کے پائے جانے پر یعنی دلالت التزامیہ اس بات پر موقوف ہے کہ معنی موضوع لہ کا کوئی ایسا لازم پایا جائے کہ معنی موضوع لہ کے تصور سے اسکا تصور لازم آئے گا۔

اور ہر ماھیت کیلئے ایسے لازم کا پایا جانا غیر معلوم ہے۔ اسوجہ سے کہ ماہیات میں سے کوئی ماھیت ایسی بھی ہو سکتی ہے کہ اسکیلئے لازم ذھنی نہ ہو تو اس صورت میں لفظ کی دلالت اس ماھیات پر تو دلالت مطابقی ہوگی۔

لیکن لازم ذھنی پائے جانے کی وجہ سے دلالت التزامیہ متحقق نہیں ہوگی

تو ثابت ہوگیا کہ دلالت مطابقیہ کو مستلزم ہونا غیر یقینی ہے

سوال :- امام رازی مذکورہ قضیے پر اعتراض کرتے ہیں کہ مطابقیہ، التزامیہ کو مستلزم ہے۔

اسلئے کہ

ہر ماہیت کا تصور اسکے لوازم میں سے کسی نہ

کسی لازم کیلئے تصور کو تو ضرور مستلزم ہو گا۔
لہذا جب
مطابقیہ متحقق ہو گی تو التزامیہ بھی متحقق ہو گی؟

جواب: ہم تسلیم نہیں کرتے کہ ہر ماہیت کا تصور اس بات کے تصور کو مستلزم ہے کہ
اسکا غیر نہیں ہے کیونکہ
ہم بسا اوقات اشیاء کی ماہیتوں کا تصور کرتے ہیں۔ اور ہمارے دل میں اسکا غیر نہیں تھا۔
لہذا مطابقیہ
کا التزامی کو مستلزم ہونا غیر یقینی ہے۔

سوال 26: ومن هٰهنا تبین ..... والفرق بينهما ظاهر .... الخ
مذکورہ عبارت کی وضاحت لکھئے؟
جواب: (شرح دعوی) دلالت مطابقیہ کے التزام کو مستلزم نہ ہونے کے بیان سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ
دلالت تضمنی بھی
التزامی کو مستلزم نہیں ہے۔
دلیل:
جسطرح ماھیات بسیطہ کیلئے لازم ذھنی
کا ہونا غیر معلوم ہے
اسی طرح ماھیات مرکبہ کیلئے
بھی لازم ذھنی کے ہونے کو بھی نہیں مانا گیا۔

اسلئے کہ یہ ہو سکتا ہے کہ ماھیات مرکبہ میں
سے کوئی ماھیت مرکب ایسی ہو کہ اس سلئے ایسا
لازم نہ ہو کہ ماھیت کے تصور سے جزء کا
تصور لازم آئے تو اس صورت میں جب لفظ کی
دلالت ماھیات مرکبہ کے کسی جزء پر ہو گی
تو وہ
دلالت تضمنی ہو گی۔ لیکن لازم ذھنی کے نہ پائے
جانے کی بناء پر دلالت التزامیہ متحقق نہ
ہو گی۔ تو ثابت ہو گیا کہ
دلالت تضمنی، التزامی
کو مستلزم نہیں ہے۔

سوال ۲۲ انما هما الی بدون المتبوع :۔ عبارت کی وضاحت
کریں؟

جواب چوتھا دعوی :۔
دلالت تضمنی اور التزامی یہ دونوں
مطابقیہ کو مستلزم ہیں۔
یعنی جب بھی وہ دونوں
دلالتیں ہو گی۔ تو مطابقیہ بھی ہو گی۔
دلیل :۔
دلالت تضمنی اور دلالت التزامی یہ دونوں
مطابقیہ کے تابع ہیں۔
اور تابع ہونے کی حیثیت

سے بغیر متبوع کے نہیں پائی جاتی۔

انما قید :-

اس عبارت سے غرض تابع اعم سے احتراز کرنا ہے۔ اسلئے کہ تابع اعم بغیر متبوع کے پایا جاتا ہے۔

جیسے : حرارت یہ آگ کے تابع ہے۔ لیکن یہ آگ کے بغیر پائی جاتی ہے۔ کیونکہ دھوپ اور حرکت سے بھی حرارت پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن جب ہم یوں کہیں کہ

الحرارة من حيث انها تابعة للنار

اسوقت حرارت آگ کے بغیر نہیں پائی جائے گی۔

سوال ۷۸: معترض کہتا ہے آپ نے صغری میں "من حیث" کی قید نہیں لگائی۔ جبکہ کبری میں "حیث" کی قید لگائی ہے۔ اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ صغری میں "حیث" کی لگائیں گے یا نہیں؟ اگر آپ لگائیں گے تو ہم اعتراض کریں گے۔ اور اگر آپ صغری میں "حیث" کی قید نہیں لگاتے تو پھر حد اوسط متکرر نہیں ہوگی کیونکہ صغری میں حد اوسط یعنی "التابع" حیث کی قید کے ساتھ مقید نہیں۔ جبکہ کبری میں

صغریٰ: دلالت مطابقی ـــــ متبوع
کبریٰ: دلالت تضمنی والتزامی بحیثیت ـــــ تابع
نتیجہ: تابع بغیر متبوع لا

حد اوسط "حیثیت" کی قید کے ساتھ مقید ہے۔
جب اوسط متکرر نہیں ہوگی۔ تو نتیجہ بھی
حاصل نہیں ہوگا۔
کیونکہ نتیجہ حد اوسط کے متکرر
ہونے پر موقوف ہوتا ہے؟

جواب: شارح علیہ الرحمہ "وبھلن" سے جواب دیتے ہیں
کہ ہم دوسری شق اختیار کریں گے۔
یعنی ہم صغریٰ
میں "من حیث" کی قید نہیں لگاتے باقی رہا آپکا
یہ کہنا کہ حد اوسط متکرار نہیں۔
تو اسکا جواب یہ
ہے کہ "من حیث انہ تابع" یہ محکوم علیہ یعنی
"التابع" کی قید نہیں ہے۔
بلکہ حکم یعنی "لا یوجد"
کی قید ہے۔ لہذا حد اوسط متکرار ہے۔

نعم:
اس عبارت کا مقصد یہ ہے کہ اگر "من حیث"
کو "لا یوجد" کی قید بنائیں تو ایک اور خرابی
لازم آتی ہے۔
وہ یہ ہے کہ دلیل دعویٰ کے مطابق
نہیں رہتی۔ وہ اسطرح کہ ہمارا دعویٰ تو یہ تھا
کہ "تضمن" اور "التزام" مطلقًا
مطابقیہ کے بغیر

نہیں پائی جاتی۔

جبکہ آپ نے جو دلیل دی ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ "تضمن" اور "التزام"

"من حیث انہ تابع" مطابقیہ کے بغیر نہیں

پائی جاتی۔

لہذا دعویٰ عام ہوا اور دلیل خاص۔

لہذا ہمارا مطلوب ثابت نہ ہوا۔

سوال 79: مفرد و مرکب کی تعریف بمع مثال لکھیں؟

تعریف المفرد:۔

لفظ کے جزء سے معنیٰ کے جزء پر

دلالت مقصود نہ ہو۔

مثال:۔ زید:۔

تعریف المرکب:۔

لفظ کے جزء سے معنیٰ کے جزء پر

دلالت مقصود ہو:۔

مثال:۔ رامی الحجار:۔

سوال 80: مرکب کی شرائط اور مفرد کی اقسام لکھیئے؟

شرائط:۔

مرکب کی "4" شرائط ہیں:۔

1۔ معنیٰ کے اجزاء ہوں:۔

2۔ لفظ کے اجزاء ہوں:۔

۳ - لفظ کے اجزاء معنیٰ مرادی کے اجزاء پر دلالت بھی کرتے ہوں :-

۴ - اور وہ دلالت مقصود بھی ہو :-

مفرد کی اقسام :-

مفرد کی "5" اقسام ہیں :-

پہلی قسم :-

لفظ کا جز نہ ہو :- مثال :- ہمزہ استفہام :-

دوسری قسم :-

لفظ کا جز ہو لیکن معنیٰ کا جز نہ ہو-

مثال :- اسم جلالت اللہ :-

تیسری قسم :-

لفظ اور معنیٰ دونوں کے اجزا ہوں مگر لفظ کا جز معنیٰ کے جز پر دلالت نہ کرے-

مثال :- زید :-

چوتھی قسم :-

لفظ اور معنیٰ دونوں کے اجزاء ہوں اور لفظ کا جز معنیٰ کے جزء پر دلالت بھی کرے لیکن معنیٰ مرادی کے جزء پر دلالت نہ کرے-

مثال :- عبد اللہ - جب علم ہو-

پانچویں قسم :-

لفظ اور معنیٰ دونوں کے اجزاء ہوں لفظ کے اجزا معنیٰ مرادی کے جزء پر دلالت بھی کرے لیکن دلالت مقصود نہ ہو-

مثال :- حیوان ناطق - جب علم ہو :-

فان قلت المفرد ..... بحسب الذات

سوال [2]: معترض کہتا ہے کہ مفرد مرکب پر طبعًا مقدم ہوتا ہے تو وضعًا بھی مقدم ہونا چاہیے تھا۔

تاکہ وضع طبع کے موافق ہو جاتی۔ لیکن مصنف علیہ الرحمہ نے مفرد کو وضعًا مؤخر کر کے طبع کی مخالفت کی ہے۔ اور وضع کا طبع کے مخالف ہونا عند المحققین غلطی درجے میں ہے؟

جواب: شارح علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مفرد اور مرکب کے "2" اعتبارات ہیں۔

1۔ بحسب الذات:۔

2۔ بحسب المفهوم:۔

بحسب الذات کا مطلب:۔

وہ چیز جس پر مفرد یا مرکب صادق آئے:۔

بحسب المفهوم کا مطلب:۔

وہ چیز جسکے مقابلے میں مفرد یا مرکب کو وضع کیا گیا ہو۔

مثلاً:۔ کاتب:۔

اسکے 2 اعتبارات ہیں۔

اعتبار بحسب الذات:۔

وہ چیز جس پر لفظ کاتب آتا ہے۔

کاتب کا مصداق زید و عمر وغیرہ

اعتبار بحسب المفھوم :-

وہ چیز جسکے مقابلے میں لفظ

کاتب واضع کیا گیا ہے۔

اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ

مفرد مرکب سے کس اعتبار سے طبعًا مقدم ہے۔

اگر آپ کہیں کہ مفرد مرکب پر "بحسب الذات" مقدم

ہے۔

تو یہ بات مسلم ہے۔ لیکن مصنف نے اُسکو

تعریف میں مؤخر کیا ہے۔ اور تعریف مفھوم کے

اعتبار سے ہوتی ہے

نہ کہ ذات کے اعتبار سے۔

لہذا مفرد مرکب پر جس اعتبار سے مقدم ہے۔

اُسکو اُس

اعتبار سے مؤخر نہیں کیا۔

اور جس اعتبار سے مؤخر

کیا ہے اُس اعتبار سے مقدم نہیں :-

اگر پھر آپ

کہیں کہ مفرد مرکب پر "بحسب المفھوم" مقدم ہے تو

یہ باطل ہے۔

اسلئے کہ مرکب کا مفھوم وجودی ہے،

اُسکے مفھوم میں "قیودات" وجودیہ ہیں۔ جبکہ

مفرد کا مفھوم عدمی ہے۔ کہ

اُسکے مفھوم میں قیودات

معدومہ ہوتی ہیں۔
اور وجود تصور میں عدم سے مقدم
ہوتا ہے۔
پس چونکہ تعریف "بحسب المفہوم"
ہے۔ اسلئے تعریف میں مفرد کو مؤخر کیا۔ اور
اقسام۔ احکام ذات کے اعتبار سے ہوتے ہیں۔
اسلئے احکام اور اقسام میں مفرد کو مرکب پر مقدم
کیا ہے۔

انما اعتبر فی المقسم ...... بعدم دلالتہ علیہ

سوال 82: مصنف علیہ الرحمہ نے "مقسم" میں دلالت مطابقی
کا اعتبار کیوں کیا؟

جواب: مصنف علیہ الرحمہ نے "مقسم" میں دلالت
مطابقی کا اعتبار کیا تضمنی و التزامی کا نہیں کیا۔
کیونکہ لفظ کے مفرد اور مرکب ہونے میں جو
اعتبار کیا جاتا ہے۔
وہ یہ ہے کہ لفظ کے جزء کی
دلالت اسکے معنی مطابقی کے جزء پر دلالت ہے
یا نہیں۔
نہ کہ یہ اعتبار کیا جاتا ہے کہ لفظ کے
جزء کی دلالت اسکے معنی تضمنی یا التزامی کے
جزء پر
دلالت ہے یا نہیں۔

خانہ لو اعتبر التضمن ... معنی التزامی

سوال 83 — اگر ہم مقسم میں "تضمنی" اور "التزامی" کا اعتبار کر لیں تو کیا خرابی لازم آئے گی؟

جواب — پہلی خرابی :-

اگر ہم لفظ کے مفرد اور مرکب ہونے میں دلالت تضمنی و التزامی کا اعتبار کریں۔ تو اس صورت میں مرکب کا مفرد ہونا لازم آئے گا۔ کیونکہ لفظ کے جزء کی دلالت معنیٰ تضمنی کے جزء پر نہیں ہوتی :-

اسلئے کہ معنیٰ تضمنی کا کوئی جزء نہیں ہوتا :-

دوسری خرابی :-

اگر لفظ کا جزء معنیٰ التزامی کے جزء پر دال ہو تو مرکب لازم ہے۔ ورنہ مفرد۔

اب وہ لفظ

بھی جو ایسے 2 لفظوں سے مرکب ہو اور وہ لفظ جو ایسے معنیٰ کیلئے موضوع ہو کہ جسکیلئے لازم ذہنی بسیط ہو تو اس لفظ کا مفرد ہونا لازم آئے گا۔ کیونکہ لفظ کا جزء معنیٰ التزامی کے جزء پر دلالت نہیں کر سکتا :-

اسلئے کہ لازم ذہنی خود بسیط ہے۔ جسکا کوئی جزء نہیں۔ تو جب لفظ کا جزء معنیٰ التزامی کے جزء پر دلالت نہیں

کر سکتا۔

تو وہ مفرد ہوگا۔ حالانکہ وہ لفظ معنی

مطابقی کے اعتبار سے مرکب تھا۔

تو اسلئے مرکب

کا مفرد ہونا لازم آئے گا۔

وفیہ نظر:۔

اس عبارت کا مقصد یہ ہے کہ آپ نے

جو دلیل بیان کی ہے۔ یہ خود محل اعتراض ہے

اسلئے کہ اگر لفظ کے مفرد اور مرکب ہونے میں

دلالت تضمنی اور التزامی کا اعتبار کر لیا جائے تو

اس سے زیادہ سے زیادہ یہ لازم آئے گا کہ

ایک لفظ

معنی مطابقی کے اعتبار سے مرکب ہو۔ اور

معنی تضمنی و

التزامی کے اعتبار سے مفرد ہو۔ اس میں کوئی حرج نہیں

ہونا چاہیے۔

کیونکہ اس صورت میں ایک لفظ کا

مفرد اور مرکب ہونا دو مختلف معنوں کے اعتبار

سے لازم آ رہا ہے۔

جبکہ ایک ہی لفظ 2 معنی

مطابقی کے اعتبار سے مرکب بھی ہوتا ہے۔ اور

مفرد بھی۔

مثال:۔ عبد اللہ: علم ہے اسکے معنی مطابقی

کے اعتبار سے مرکب ہے۔
اور علم کے بعد معنیٰ مطابقی
کے اعتبار سے مفرد ہے۔
لہٰذا جب ایک لفظ کا دو
معنیٰ مطابقی کے اعتبار سے مفرد اور مرکب جائز
ہے۔ تو پھر ایک لفظ کا معنیٰ مطابقی کے اعتبار سے
مرکب ہونا۔
اور معنیٰ تضمنی یا التزامی کے اعتبار سے
مفرد ہونا بطریق اولیٰ جائز ہونا چاہیے:۔

سوال 86 "فالاولی ان یقال الافراد ...... الی المعنیٰ المطابقی"
اس عبارت کی وضاحت فرمائیے؟
جواب یہاں سے شارح علیہ الرحمہ کی غرض مقسم میں
دلالت مطابقی کے اعتبار کرنے کی دوسری دلیل
بیان کر رہے ہیں:۔

خلاصہ:۔
اگر لفظ معنیٰ تضمنی اور معنیٰ التزامی
کے اعتبار سے مرکب ہو تو معنیٰ مطابقی کے
اعتبار سے بھی ضرور مرکب ہوگا۔
المنافی للتضمن:۔
وہ اسطرح کہ لفظ کا جزء معنیٰ
تضمن کے جزء پر دلالت کرے۔
اور جب لفظ کا جزء

معنیٰ تضمنی کے جزء پر دلالت کرے گا۔

معنیٰ مطابقی

کے جزء پر بھی ضرور دلالت کرے گا۔ کیونکہ معنیٰ تضمنی خود معنیٰ مطابقی کا جزء ہے۔

اور اصول ہے

"جزء الجزء جزء" :-

اما فی الالتزام :-

جب لفظ کا جزء معنیٰ التزامی کے جزء پر دلالت کریگا تو معنیٰ مطابقی کے جزء پر بھی ضرور دلالت کریگا۔

کیونکہ دلالت التزامیہ بغیر دلالت مطابقیہ کے نہیں پائی جاتی :-

سوال 8: "فلهذا خصصنا ...... في القسمة" اس عبارت کی وضاحت کریں؟

جواب: کبھی کبھار افراد اور ترکیب معنیٰ مطابقی کی طرف نسبت کرتے ہوئے پائی جا سکتی ہے۔

نہ کہ

معنیٰ تضمنی یا التزامی کی طرف نسبت کرتے ہوئے :-

اسی وجہ سے مصنف علیہ الرحمہ نے افراد اور ترکیب کو دلالت مطابقت کے ساتھ تقسیم میں خاص کیا ہے :-

سوال: مفرد کی اقسام تحریر کریں؟

جواب: مفرد کی "3" اقسام ہیں:-

1- اسم 2- کلمہ 3- ادات

تعریف الاسم:-

جو تنہا مخبر بہ ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو:-

مثال:- زید:-

تعریف الکلمہ:-

جو تنہا مخبر بہ ہونے کی صلاحیت رکھے لیکن تینوں زمانوں میں سے کسی معین زمانہ پر دلالت کرے:-

مثال:- ضرب:-

تعریف الادات:-

جو تنہا مخبر بہ ہونے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو:-

مثال:- فی، لا

وجہ حصر:-

لفظ مفرد
- تنہا مخبر بہ کی صلاحیت رکھتا ہے
  - معین زمانہ پر دلالت کرتا ہے ← کلمہ
  - نہیں کرتا ہے ← اسم
- صلاحیت نہیں رکھتا ← ادات

سوال 87 معترض کہتا ہے کہ مصنف نے "ادات" کی 2 مثالیں کیوں ذکر کی؟

جواب پہلی بات یہ ہے کہ اسم و کلمہ کی مثال مشہور ہیں اس بناء پر انکی مثالیں ذکر نہیں کی۔

ادات کی مثال

اگرچہ مشہور ہے لیکن اصل مقصود ادات کی "2" اقسام کو بیان کرنا تھا:۔

پہلی قسم:۔

جو کبھی بھی مخبر بہ ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی:۔

مثال:۔ زید فی الدار:۔

دوسری قسم:۔

تنہا اگرچہ مخبر بہ ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی لیکن دوسرے کیساتھ مل کر صلاحیت رکھتا ہے:۔

مثال:۔ زید لا حجر:۔

سوال 88 معترض اعتراض کرتا ہے کہ افعال ناقصہ بھی ادات کی تعریف میں داخل ہونا چاہیے تھا کہ یہ بھی تنہا صلاحیت نہیں رکھتے؟

جواب افعال ناقصہ کو ادات کی تعریف میں داخل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

کیونکہ منطقیوں نے

ادات کی "2" قسمیں ہیں:-

پہلی قسم:-

زمانیہ:- ادات زمانیہ ہی افعال ناقصہ کو کہا جاتا ہے۔

دوسری قسم:-

غیر زمانیہ:-

اصول:-

منطقی "معانی" کو دیکھتے ہیں۔

جبکہ

نحوی "الفاظ" کو دیکھتے ہیں:-

سوال 89: کلمہ کو اسم پر مقدم کیوں کیا؟

جواب: کلمہ کا مفہوم عدمی ہے۔

اسم کا مفہوم وجودی ہے

اور عدم وجود پر مقدم ہوتا ہے۔

سوال 90: کلمے کی تعریف کو "ہیئت" کے ساتھ مقید کیوں کیا؟

جواب: تاکہ اس سے وہ الفاظ نکل جائیں جو زمانہ پر ہیئت و صیغہ کے اعتبار سے نہیں بلکہ اپنے جوہر و مادہ کے اعتبار سے دلالت کرتے ہیں۔

دلیل:-

امس، یوم وغیرہ یہ الفاظ اپنے

جو، ر و مادہ کے اعتبار سے زمانہ پر دلالت کرتے ہیں۔ ہیئت کے اعتبار سے دلالت نہیں کرتے۔

سوال 91: کلمہ "ضرب" یہ تو مرکب ہے کیونکہ اس میں لفظ کے جزء سے معنی کے جزء پر دلالت کا قصد ہو رہا ہے؟ پھر آپ نے اسکو مفرد کی اقسام میں کیسے ذکر کیا؟

جواب: کلمہ مرکب نہیں ہے۔ بلکہ مفرد ہے۔ اسلئے کہ
مرکب وہ ہوتا ہے جسکے اجزاء تلفظ و مسموع میں ہوں۔
لیکن کلمہ کے اجزاء مسموع نہیں ہیں۔
اس بناء پر یہ مرکب کی قسم نہیں ہے۔

سوال 92: اسم کو اسم اور کلمہ کو کلمہ اور ادات کو ادات کہنے کی وجہ کیا ہے؟ تحریر کریں؟

جواب: اسم کی وجہ:۔
اسم یہ "سمو" سے مشتق ہے۔ جسکا معنی "بلندی" ہے اور یہ بھی دونوں قسموں سے بلند ہوتا ہے۔
کلمہ کی وجہ:۔
کلمہ یہ "کلم" سے مشتق ہے۔ جسکا معنی

"زخمی کرنا" ہے۔ اور بعض کلمات ایسے ہوتے ہیں جو زخمی کرتے ہیں۔
اسی بناء پر اسکو "کلمہ" کہتے ہیں:۔

ادات کی وجہ:۔
ادات لغت میں "آلہ" کو کہتے ہیں۔ اور ادات بھی چونکہ بعض الفاظ کو بعض کے ساتھ ملانے کا "آلہ" ہوتا ہے۔
اسی بناء
اسکو "آلہ" کہا تھا:۔
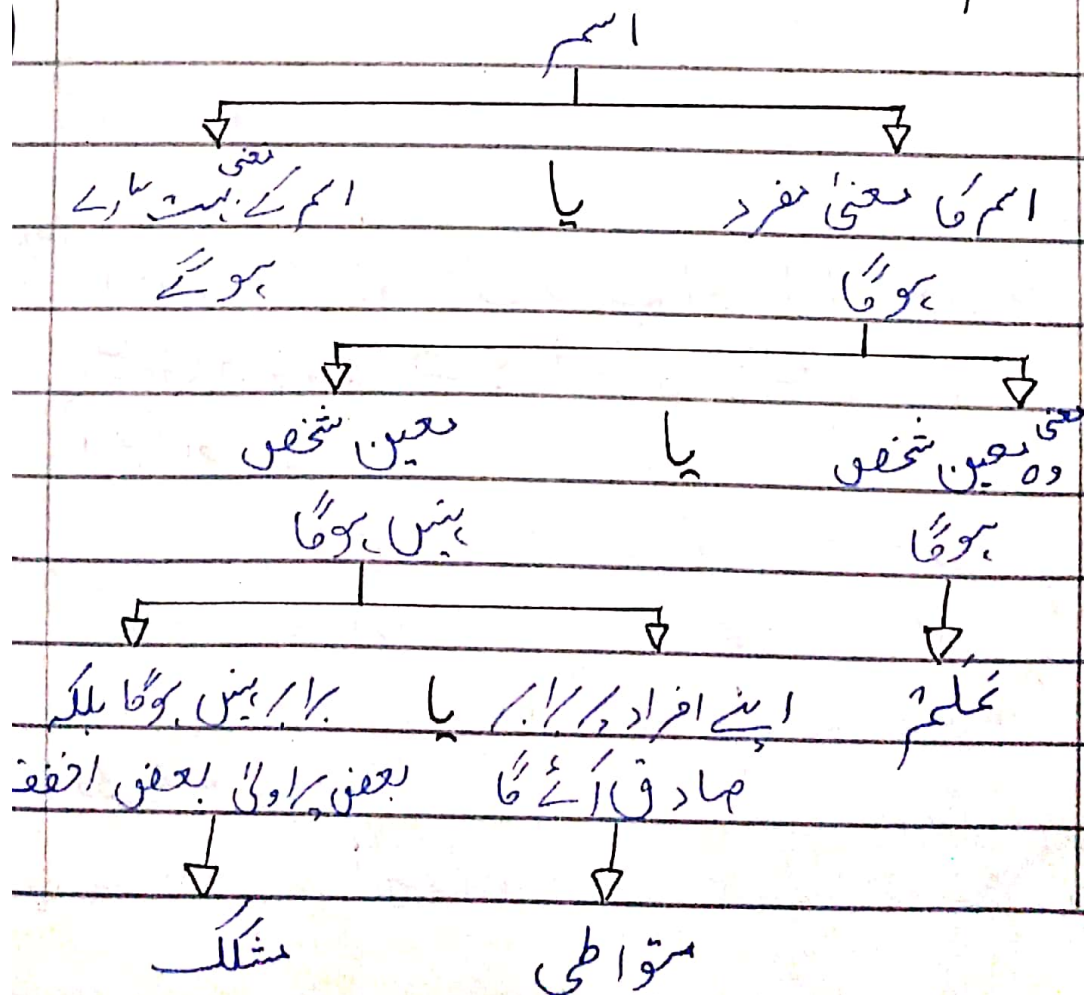
سوال 43 اسم کی اقسام لکھئے؟
جواب

اسم
- اسم کا معنیٰ مفرد ہوگا
  - وہ معنی معین شخص ہوگا → متکلم
  - یا
  - معین شخص نہیں ہوگا
    - اپنے افراد پر برابر صادق آئے گا → متواطی
    - یا
    - برابر نہیں ہوگا بلکہ بعض پر اولیٰ بعض اخفٰی → مشکک
- یا
- اسم کے معنی بہت سارے ہونگے

Scanned by CamScanner

علم کہنے کی وجہ :-
چونکہ شخص معین پر علامت ہوتی ہے۔ اسلئے اسکو علم کہتے ہیں :-

متواطی کی وجہ:-

متواطی یہ "تواطؤ" سے مشتق ہے۔ اور اسکا معنیٰ "توافق" ہے

اور اس کلی کے تمام افراد ایک دوسرے پر متوافق ہوتے ہیں۔

مشکک کی وجہ:-

اسکے افراد چونکہ اصل معنیٰ میں "مشترک" ہیں۔ تو اسکی وجہ سے اسکو مشکک کہتے ہیں:-

مشترک کی وجہ:-

اسکے معنوں میں چونکہ اشتراک ہوتا ہے۔

اسلئے اسکو مشترک کہا جاتا ہے۔

منقول کی وجہ:-

اسلئے اس میں معنیٰ اول سے معنیٰ دوم کی طرف نقل کیا جاتا ہے۔

اسلئے اسکو "منقول" کہتے ہیں:-

حقیقت کی وجہ:-

لفظ اپنے موضوع اصلی میں مستعمل ہے۔

اس کی وجہ سے حقیقت کہا گیا ہے:-

مجاز کی وجہ:۔

لفظ اپنے معنیٰ موضوع لہ میں
مستعمل نہیں ہوتا۔ بلکہ دوسرے معنیٰ کیطرف
گزر جاتا ہے۔
اسلئے اسکو "مجاز" کہتے ہیں۔

سوال 94: مترادف اور مبائن کی تعریف لکھئے؟
جواب: تعریف المترادف:۔
الفاظ متعدد ہوں اور
معنیٰ ایک ہو:۔
تعریف المبائن:۔
الفاظ متعدد ہوں اور معنیٰ بھی
متعدد ہوں:۔

سوال 95: معترض کہتا ہے کہ مترادف کی تعریف دخول
غیر سے مانع نہیں۔ کیونکہ ناطق و فصیح ایک ہی
ذات پر صادق آتے ہیں۔ حالانکہ ناطق و فصیح
کی علیحدہ علیحدہ تعریف ہے۔
جواب: الفاظ مترادفہ ہونے کیلئے مفہوم میں اتحاد
ضروری ہے۔ ان دونوں کا معنیٰ بھی جدا جدا ہے
اگرچہ مصداق و ذات دونوں کا ایک ہے جب
کہ مترادف کیلئے مفہوم میں اتحاد ضروری ہے
ذات میں نہیں:۔

مرکب

مرکب تام — مرکب ناقص

مرکب تام: خبر "قضیہ" — انشاء

انشاء: طلب فعل — تنبیہ

مرکب ناقص: مرکب تقییدی — غیر تقییدی
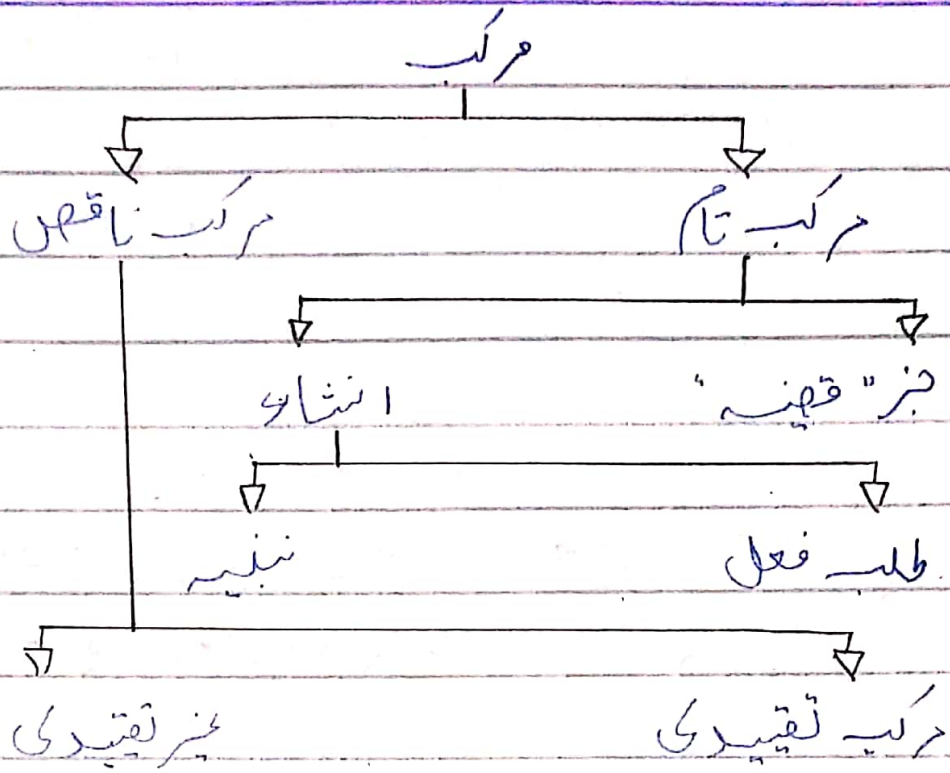
سوال 96: خبر کی تعریف اور وارد ہونے والا اعتراض لکھئے؟

جواب: تعریف الخبر:-

جس میں صدق و کذب کا احتمال ہو۔ اُسے خبر کہتے ہیں:-

اعتراض:-

خبر 2 حال سے خالی نہیں ہوتی ہے یا تو واقع کے مطابق ہوگی یا نہیں ہوگی اگر واقع کے مطابق ہو تو وہ خبر کذب کا احتمال نہیں رکھتی اور واقع کے مطابق نہ ہو تو وہ خبر صدق کا احتمال نہیں رکھتی۔

لہذا کوئی بھی خبر آپکی تعریف میں داخل نہیں ہوگی۔ کیونکہ خبر کی تعریف یوں کی گئی کہ "جو صدق و کذب" کا احتمال رکھے؟

ناپسندیدہ

جواب :-

خبر کی تعریف میں "صدق و کذب"
کے درمیان جو "واو" ہے،
یہ "أو" کے معنی میں
ہے۔ اور "أو" دو چیزوں کے درمیان جدائی کیلئے
آتا ہے لہذا معنیٰ یہ ہوا کہ خبر وہ ہے جو
صدق یا کذب کا احتمال رکھتی ہو۔
پس جو خبر
صدق ہوگی وہ کذب نہیں ہوگی جو کذب ہوگی
وہ صدق نہیں ہوگی۔

دوسرا جواب :-

یہ جواب پسندیدہ ہے۔
"صدق و کذب" سے یہ مراد ہے۔ کہ
نفس مفہوم
کے اعتبار سے وہ "صدق اور کذب" کا احتمال
رکھتی ہو۔ اور خارج سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ
حقیقت میں اسکی کیفیت کیا ہے۔

مثال :- السماء فوقنا :-

یہ سچا قضیہ ہے۔
لیکن خارج
اور نفس الامر کا اعتبار نہ کریں۔
تو یہ خبر اپنے مفہوم
کے اعتبار سے کذب کا احتمال رکھتی ہے۔

انشاء

- نہیں کرے گا ← تنبیہ
  - تمنی
  - ترجی
  - ندا
  - تعجب
  - قسم
- طلب فعل پر وضعی طور پر دلالت کرے گا
  - استعلاء کے طور پر ← امر
  - تساوی کے طور پر ← التماس
  - خضوع کے طور پر ← دعا
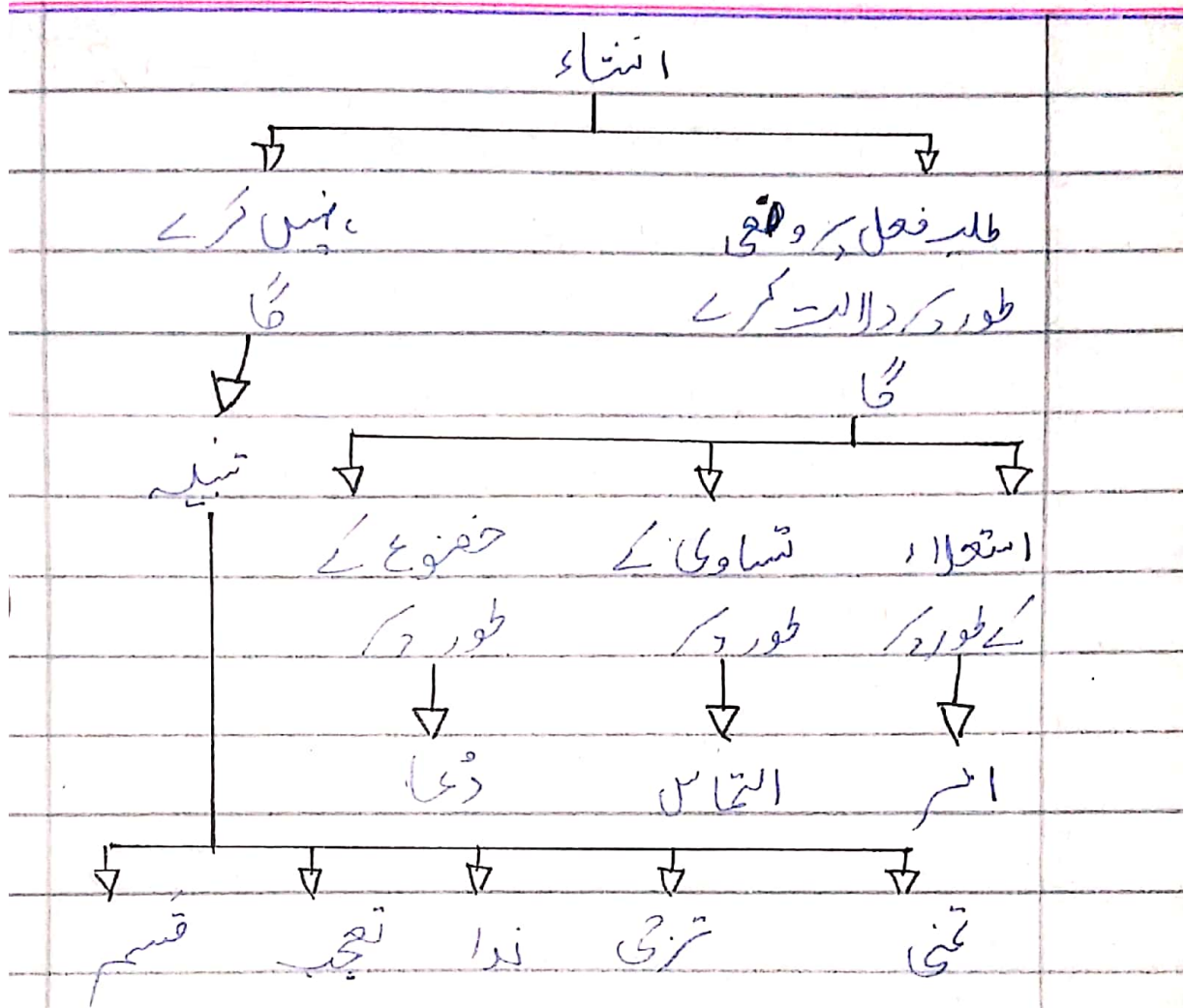
سوال 17: معترض کہتا ہے کہ دلالت کے ساتھ وضعاً کی قید کیوں لگائی؟

جواب: اُن خبروں سے احتراز کرتے ہوئے جو طلب فعل پر دلالت کرتی ہیں لیکن وضع کے بغیر دلالت کرتی ہیں۔

جیسے: کتب علیکم الصلوٰۃ

الطلب منک الفعل

مذکورہ مثالیں طلب فعل کیلئے موضوع نہیں ہیں۔

بلکہ طلب فعل کی خبر کیلئے موضوع ہیں۔

سوال 98 استفہام اور نہی کو امر کی اقسام میں داخل نہیں کیا؟

جواب۔ استفہام کو تنبیہ کے تحت داخل کیا ہے۔
اور نہی کو امر کے تحت داخل کیا ہے۔

سوال 99 مرکب تقییدی و غیر تقییدی کی تعریف لکھیں؟

جواب تقییدی :۔
جسکا جزء ثانی جزء اول کی قید ہو۔
اقسام :۔
اسکی 2 قسمیں ہیں۔
1۔ اضافی 2۔ توصیفی :۔
غیر تقییدی :۔
جسکا جزء ثانی جزء اول کی قید نہ ہو۔

سوال 100 معانی کی تعریف و معانی مفردہ ومرکبہ کی تعریف بیان کریں؟

جواب۔ تعریف المعانی :۔
معانی وہ امور ذھنیہ ہیں۔ اس حیثیت سے کہ ان کے مقابلے میں الفاظ موضوع ہوں۔
معانی مفردہ :۔
وہ ~~امور~~ امور ذھنیہ ہے کہ جنکو الفاظ مفردہ کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہو۔

معانی مرکبہ :-

وہ صور ذھنیہ ہے جنکو الفاظ مرکبہ سے تعبیر کیاجاتا ہو۔

تعریف المفہوم :-

مفہوم وہ چیز ہے۔ جو عقل میں حاصل ہو۔

سوال[101] جزئی و کلی کی تعریف تحریر کریں؟

تعریف الجزئی :-

ان منع نفس تصورہ من وقوع الشرکۃ فیہ :-

تعریف الکلی :-

ان لم یمنع نفس تصورہ من وقوع الشرکۃ :-

سوال[102] "وقد وقع فی بعض النسخ" اس عبارت کی وضاحت کریں؟

جواب: بعض نسخوں میں "نفس تصور معناہ" ہے یہ عبارت غلط ہے۔

کیونکہ "معناہ" میں "ہ" ضمیر کا مرجع مفہوم ہے۔ اور مفہوم "معنیٰ" کے مترادف ہے۔

اب عبارت کا مطلب یہ ہوگا کہ

"کہ "معنیٰ کے معنیٰ کا نفس" اس سے لازم آئے گا۔ کہ معنیٰ کا بھی معنیٰ ہو۔
حالانکہ معنیٰ کا تو
معنیٰ نہیں ہوتا۔
لہذا یہ عبارت غلط ہے۔

سوال 103: تعریف میں "نفس تصورہ" کی قید کیوں لگائی؟
جواب: تاکہ کلی اور جزئی کی تعریف جامع اور مانع ہو جائے۔
کیونکہ اگر "نفس تصورہ" کی قید نہ لگاتے
تو بہت سے کلیات، کلی کی تعریف سے
نکل کر جزئی کی تعریف میں داخل ہو جاتی۔
جس کی بناء
پر کلی کی تعریف جامع اور جزئی کی تعریف
مانع نہیں ہوتی!۔
اس بناء پر "نفس تصورہ"
کی قید لگائی۔
تاکہ کلی اور جزئی کی تعریف
جامع اور مانع ہو جائے!۔

سوال 104: کلی کو کلی اور جزئی کو جزئی کہنے کی وجہ لکھیے؟
کلی کی وجہ:۔
کلی اکثر جزئی کا جزء ہوتی ہے

جزئی کی وجہ:۔

جزئی کل ہے اور کلی اس کل کا جزء

اور جزء کل کی طرف منسوب ہوتا ہے۔

سوال 105 کلی سے بحث کیوں کرتے ہیں؟

پہلی وجہ:۔

منطق کا موضوع معرف اور حجت ہے

معلومات تصوریہ کو ترتیب دے کر امر مجہول اور

معلومات تصدیقیہ کو ترتیب دے کر مجہول تصدیق

تک پہنچ جاتا ہے۔

اور کامیاب ہوتے ہیں

دوسری وجہ:۔

جزئیات اکثر ہوتی ہیں۔ ہر ایک

کو معلوم کرنا مشکل ہے

سوال 106 کلی کی اقسام تحریر کریں:۔

1:۔ کلی اپنے افراد و جزئیات کی عین حقیقت ہوگی۔ نوع

2۔ اپنے افراد و جزئیات کی جزء حقیقت ہوگی جنس یا فصل

3۔ اپنے افراد و جزئیات کی حقیقت سے خارج ہوگی۔ خاصہ یا

عرض عام ہے۔

سوال 107 مقالہ اولی مفردات کی بحث کے متعلق ہے۔ مفردات کی

2 قسمیں ہیں۔ کلی و جزئی؛ دونوں سے بحث ہے

کرتے صرف کلی سے بحث کیوں کرتے؟

جواب: مقاصد اولی سے معلوم تصور سے مجہول تصوری کو حاصل کرنا ہے۔ اور یہ کلیات ہیں جزئیات نہیں۔

سوال 108: نوع کی تعریف لکھیے؟

جواب: تعریف النوع متعدد الاشخاص:۔
وہ نوع ہے جو ما ھو کے جواب میں شرکت اور خصوصیت دونوں اعتبار سے بولی جائے
جیسے:۔ انسان:۔

نوع غیر متعدد الاشخاص:۔
وہ نوع ہے۔ جو ما ھو کے جواب میں صرف خصوصیت کے اعتبار سے بولی جائے نہ کہ شرکت کے اعتبار سے:۔
جیسا:۔ سورج:۔

سوال 109:
نوع کی اقسام بیان کریں؟
2 اقسام ہیں:۔
1۔ متعدد اشخاص:۔ جسکے خارج میں کثیر افراد ہوں۔
2۔ غیر متعدد الاشخاص:۔ جسکا خارج میں صرف ایک فرد ہو۔

الکلی الذی ھو جزء الماھیة:۔
وہ کلی جو اپنے افراد کی حقیقت کا جزء ہے۔ وہ یا تو اس ماھیت کی جنس

ہوگی۔ یا اُس ماھیت کا فصل ہوگی۔

اسلئے کہ وہ کلی

جو اپنے افراد کی حقیقت کا جزء ہو۔
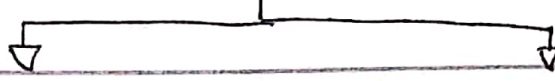
وہ کلی اُس ماھیت اور نوع آخر کے درمیان تمام جزء مشترک ہوگی ← جنس

یا

جنس ہو گی ← فصل

المراد تمام الجزء المشترک:-

تمام جزء مشترک یہ ہے کہ ماھیت اور نوع آخر کے درمیان تمام جزء مشترک سے مراد وہ جزء مشترک ہے کہ اُس جزء کے علاوہ اُن کے درمیان کوئی اور جزء مشترک نہ ہو یعنی وہ ایسا جزء مشترک ہو کہ ماھیت اور نوع آخر کے درمیان جو اجزاء مشترک ہیں وہ سب اُس میں داخل ہوں۔ اُس سے خارج نہ ہو۔

بلکہ ہر وہ جزء جو اُنکے درمیان مشترک ہو یا تو وہ بعینہ تمام کے درمیان مشترک ہو یا اُسکا جزء ہو۔ جیسا: حیوان انسان مشترک ہے

اُن دونوں کے درمیان کوئی جزء مشترک نہیں ہے۔ مگر یہ کہ وہ یا نفس حیوان ہوگا یا

اُسکا جزء ہوگا۔

جیسے :۔ جوہر وغیرہ

اور ان میں سے ہر ایک اگرچہ

انسان اور فرس کے درمیان مشترک ہے

لیکن تمام

جزء مشترک نہیں ہے۔ بلکہ بعض مشترک ہے

لہذا تمام

حیوان ہے جو کہ تمام اجزاء پر مشتمل ہے :۔

سوال ۱۱۵ دور اور تسلسل کی تعریف تحریر کریں؟

جواب تعریف الدور :۔

دور یہ ہوتا ہے کہ ایک چیز کا موقوف ہونا دوسری ایسی چیز پر کہ وہ دوسری چیز اُس پہلی چیز پر موقوف ہو :۔

تعریف التسلسل :۔

امور غیر متناھیہ کا مرتب ہونا۔

"تمت بالخیر"

1439ھ رجب المرجب 29 ھ   15 اپریل 2018ء

صبح کا وقت   Tem :- 07:04